NATIONAL ASSEMBLY OF PAKISTAN
ASSEMBLY DEBATES

Monday, the19th December, 2011

The National Assembly of Pakistan met in the Parliament House, Islamabad, at 5.40 p.m. with **Mr. Chairperson (Nawab Muhammad Yusuf Talpur) in the Chair.**

RECITATION FROM THE HOLY QUR`AN

[ترجمہ: مومنو! تمارا مال اور اولاد تم کو اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہ کر دے۔ اور جو ایسا کرے گا وہ لوگ خسارہ اٹھانے والے ہیں۔ جو مال ہم نے تم کو دیا ہے اس میں سے اس وقت سے پیشتر خرچ کر لو کہ تم میں سے کسی کی موت آ جائے تو اس وقت کہنے لگے کہ اے میرے پروردگار تو نے مجھے تھوڑی سی اور مہلت کیوں نہ دی تاکہ میں خیرات کر لیتا اور نیک لوگوں میں داخل ہو جاتا۔ اور جب کسی کی موت آ جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ہر گز مہلت نہیں دیتا۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس سے خبر دار ہے۔]

جناب چیئرپرسن: جذاک اللہ۔Question Hour۔

جناب محمد حنیف عباسی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرپرسن: کوسچن آور کے بعد فوراً آپ کو ٹائم دے دوں گا۔

(مداخلت)

جناب چیئرپرسن: عباسی صاحب آپ ایسی بات نہ کریں آپ کو ہم ٹائم دے دیتے ہیں لیکن Question Hour کا یہ ٹائم کاٹا جائے گا۔ جناب حنیف عباسی صاحب۔

POINT OF ORDER REG: CNG LOAD SHEDDING SPECIALLY IN THE RAWALPINDI AND ISLAMABAD

جناب محمد حنیف عباسی: بہت شکریہ جناب چیئرمین۔ میں تمام جتنے ہمارے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں ان کی نمائندگی کرتے ہوئے پورے پاکستان کی نمائندگی کرتے ہوئے بلخصوص راولپنڈی' اسلام آباد کی نمائندگی کرتے ہوئے میں نے بڑی دردمندانہ اپیل کی تھی یہاں پر۔ اپنے مزاج سے برعکس اپیل کی تھی آپ سے۔ آج بھی دوبارہ کرنے جا رہا ہوں۔ خورشید شاہ صاحب نے اس کو ویسے ہی جواب دیا جیسے اس اسمبلی کی کارروائی پچھلے چار سال سے چل رہی ہے۔ یعنی on floor ہم بات کرتے ہیں بات کو ایک کان سے سنا جاتا ہے دوسرے کان سے نکال دیا جاتا ہے اس کا نتیجہ کیا نکلتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ لوگوں کی زبانیں زد عام ہماری پارلیمنٹ discredit ہو رہی ہے politician discredit ہو رہا جو نیشنل اسمبلی کے اندر بیٹھا ہوا ہے۔ تو اس discredit سے بچنے کے

لیے میں نے ان سے ایک گزارش کی تھی کہ domestic کا آپ کا کیبنٹ کا فیصلہ ہے کہ domestic کی لوڈ شیڈنگ نہیں ہو گی۔ تو آپ پھر ہماری لوڈ شیڈنگ کیوں کرتے ہیں پورے پاکستان کے اندر۔ اور بالخصوص راولپنڈی 'اسلام آباد میں ڈیڑھ ماہ سے ہماری مائیں بہنیں اور بیٹیاں وہ سڑکوں کے اوپر ہیں۔ آج صبح دس بجے سے لے کر چار بجے تک خواتین بچے بوڑھے چھ کلو میٹر کا فاصلہ طے کر کے ہائی وے پر پہنچتے ہیں وہاں road block رہی۔ لاکھوں گاڑیاں وہاں block رہی۔ ہمیں دکھ ہوا ان کو تکلیف جو ہوئی اس کے اوپر بھی ۔ لیکن اس کے باوجود کسی حکمران نے اس چیز کا نوٹس نہیں لیا کسی آپ کے Petroleum Minister نے کسی آپ Chief Whip نے کسی آپ کے Federal Minister نے آپ کے تین MNA وہاں کھڑے رہے کسی نے نہیں کہا کہ آپ کا مسئلہ کیا ہے اس مسئلے کو کیسے حل کیا جا سکتا ہے۔ میں پھر دوسری مرتبہ آج کہنے لگا ہوں کہ اگر یہ pressure ٹھیک نہیں ہوتا راولپنڈی اسلام آباد کا تو جمعہ کے دن اسلام آباد کی کوئی سڑک ' اور راولپنڈی شہر کے اندر نہیں انشااللہ۔ راولپنڈی سے باہر جو اسلام آباد کا area ہو گا۔ وہاں سے کوئی سڑک بھی نہیں جائے گی۔ کوئی گاڑی بھی نہیں جائے اور کوئی اوپر سے ہیلی کاپٹر بھی انشااللہ گزر کر نہیں جائے گا حکمرانوں کا۔

جناب چیئرپرسن: سید خورشید شاہ صاحب، وزیر مذہبی امور۔

سید خورشید احمد شاہ: جناب چیئرمین honourable MNA نے جو بات کی ہے کہ اس دن ہاؤس میں انہوں نے ایشو اٹھایا اور میں نے یہاں پر ان کو یقین دلایا اور پھر میں نے رابطہ بھی کیا۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ کسی بھی طریقہ سے راولپنڈی یا جہاں بھی domestic مسئلہ ہے نہ صرف راولپنڈی میں پاکستان میں ہر جگہ پر آپ گیس لوڈ شیڈنگ نہیں کر سکتے۔ تو انہوں نے کہا کہ کوئی ہم لوڈ شیڈنگ نہیں کر رہے۔ pressure کا problem آ رہا ہے۔ اسلام آباد ہائی کورٹ نے ایک فیصلہ دیا ہے کہ CNG کی لوڈ شیڈنگ نہ کریں۔ اور CNG لوڈ شیڈنگ نہ کرنے کی وجہ سے ادھر پریشر کم آ رہا ہے۔ پنڈی کے بہت بڑے حصے میں گیس ہے۔ کافی حصے میں گیس اس لیے نہیں ہے کہ pressure build نہیں ہو رہا۔ تو میں نے اس بھی آ کر honourable MNA کو بتایا کہ یہ میں نے بات کی اور اب پھر اس نے بات اٹھائی ہے۔ میں پھر ان سے رابطہ کرتا ہوں کہ ان کو کسی بھی طریقے سے ' اگر آپ اپیل کر لیں ہائی کورٹ میں کہ domestic کا پرابلم آ رہا ہے۔ حقیقت ہے کہ domestic جو عام آدمی کے استعمال کے لیے ہے۔ یہ بات بھی بڑی clear ہے اب دیکھنے میں آ رہی ہے کہ CNG کی وجہ سے کتنا پرابلم آ رہا ہے۔ اس وجہ سے گورنمنٹ نے CNG میں تین دن اور دو دن کی لوڈ شیڈنگ کی ہے۔ قانون کے مطابق یہ ہے کہ سندھ میں CNG کی لوڈ شیڈنگ نہیں ہو رہی تھی۔ ہم نے سندھ میں بھی لوڈ شیڈنگ کر دی کہ بھئی ٹھیک ہے برابری کی بنیادوں پر چلیں آپ۔ چاہیے Constitution میں ان کو provision ہے کہ جہاں سے گیس نکلتی ہے وہاں لوڈ شیڈنگ نہیں ہو گی۔ مگر چونکہ یہ پاکستان کا مسئلہ ہے سارے لوگ اس چیز کو دیکھتے ہیں کہ اگر سندھ میں لوڈ شیڈنگ نہیں ہے۔ بلوچستان میں لوڈ شیڈنگ نہیں باقی حصوں میں لوڈ شیڈنگ ہو رہی ہے تو سندھ میں بھی لوڈ شیڈنگ کی جائے اور سندھ کے لوگوں نے بھی اس چیز کو accept کیا۔ میں پھر ان سے بات کرتا ہوں کہ آپ اس کا پریشر بڑھائیں جس طریقے سے بھی بڑھائیں۔

Mr. Chairperson: Thank you. Now we will start with the Question Hour. Ms. Khalida Mansoor.

STARRED QUESTIONS AND ANSWERS

Ms. Khalida Mansoor: Thank you Mr. Chairperson! Question No.114.

Mr. Chairperson: Answer be taken as read supplementary.

محترمہ خالدہ منصور: میرا سپلیمنٹری سوال منسٹر صاحب سے یہ کہ حلقہ بندیاں کس طریقے سے اور کس معیار کے تحت بنائی جاتی ہیں۔ کیا منسٹر صاحب یہ بتانا پسند کریں گے کہ جعلی اور bogus ووٹوں سے پاک نئی لسٹیں تیار کر لی گئی ہیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرپرسن: لاء منسٹر جناب مولا بخش چانڈیو۔

جناب چیئرپرسن: لاء منسٹر مسٹر مولا بخش چانڈیو۔

جناب مولا بخش چانڈیو: شکریہ جناب چیئرپرسن! Article 51(5) کے تحت یہ لسٹ مردم شماری کے جو final reports ہیں اس کے آنے کے بعد ہی ہو سکتی ہیں۔ لیکن اگر کہیں انتظامی کوئی تبدیلی آ جائے تو فوری طور پر بھی کوئی فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔ لیکن بنیادی طور پر حلقہ بندیاں مردم شماری کے فائنل رپورٹ کے بعد ہی ہو گا۔ جہاں تک انہوں نے کہا ہے ووٹر لسٹ کا تو ووٹر لسٹ کی تیاری میں ہیں اور تمام پارٹیوں کے ساتھ بات چیت بھی ہوئی ہے۔ کئی تجاویز آئی بھی ہیں۔ انشاء اللہ وہ بھی میرے خیال میں 2012 تک مارچ تک وہ آ جائیں گی پھر اس میں دیکھیں گے کہ اگر کوئی تجویزیں ہو گی تو کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

جناب چیئرپرسن: چوہدری نصیر بھٹہ صاحب

جناب نصیر بھٹہ: شکریہ جناب چیئرپرسن! میں یہ پوچھنا چاہتا تھا اسی حوالے سے Because this matter relates to the election as well and the Election Commission of Pakistan کہ Is there any matter or any exercise involve pertaining to the fact that none would be able to contest future election who is having dual personality. تو میرے کہنا کا مقصد یہ ہے کہ دوہری شہریت کے اوپر کوئی ایسی قانون سازی کا عمل جو حکومت اس کے اندر کوئی process کر رہی ہے۔

جناب چیئرپرسن: لاء منسٹر۔

جناب مولا بخش چانڈیو: جی یہاں پہلے ہی قانون موجود ہے کہ وہ دینی پڑتی ہے کہ ہمیں دوہری شہریت نہیں ہے۔ لیکن پھر بھی یہ تجویز زیر غور ہے کہ میرے خیال میں تھوڑے ہی عرصے میں وہ آ جائے گا کہ الیکشن سے پہلے ہی ان کو ایک affidavit داخل کرنا پڑے گا کہ ہمارے پاس دوہری شہریت نہیں ہے۔

جناب چیئرپرسن: آنریبل ممبر صفیان یوسف۔

جناب صفیان یوسف: شکریہ چیئرپرسن! میرا منسٹر صاحب سے سوال ہے کہ مردم شماری 2011 کے حوالے سے ہے۔ خانہ شماری 2011 کیونکہ مکمل ہو چکی ہے اس وقت اور اس کے اوپر ایک کافی رقم بھی جو ہے قومی خزانے سے کی گئی ہے تو یہ مردم شماری 2011 کا عمل کب تک مکمل ہو جائے گا اور اس کے رزلٹ کب تک آ جائیں گے۔

جناب چیئرپرسن: آنریبل لاء منسٹر۔

جناب مولا بخش چانڈیو: اندازہ تو یہ ہے کہ 2012 تک مکمل ہو جائیں گے۔ لیکن تمام پارٹیوں نے کچھ معاملات پر اعتراض کیا ہے تو ان سے بات چیت ہو رہی ہے ان پارٹیوں سے بھی۔ وہ جو ان کے services block ہے۔ اس پر کیا ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ مارچ تک ان کو روک کر اور ان کا جائزہ لیا جائے۔ جیسے ہی وہ پورا ہو گا تو انشاء اللہ وہ دیا جائے گا۔

جناب چیئرپرسن: جی ڈاکٹر عبدالقادر۔

ڈاکٹر عبدالقادر خانزادہ: شکریہ جناب چیئرپرسن! میرا سوال بھی یہی ہے کہ مردم شماری یاpopulation censusجو ہے کئی سالوں سے چل رہی ہے اور کسی کو یہ پتہ نہیں ہے کہ یہ کب جا کر ختم ہو گی تو کیا آپ اس ہاؤس کو confidence میں لینا چاہیں گے اور تفصیل سے ہمیں بتائیں گے کہ اب آپ کے census کس stageپر ہے۔ کون سےprovinces میں کیا مسئلہ ہے اور یہ کب تک فائنل ہو گی تاکہ نئی حلقہ بندیاں ہو پاکسان میں۔ آبادی بہت بڑھ چکی ہے۔

جناب چیئرپرسن: آنریبل لاء منسٹر۔

جناب مولا بخش چانڈیو: میں قابل احترام ممبر صاحب کو مجموعی تو جواب دے سکتا ہوں۔ وہ میں نے دے بھی دیا کہ 2012 تک انشاء اللہ مکمل ہو جائیں گی۔ کچھ پارٹیوں نے کچھ معاملات پر اعتراض کیے ہیں۔ وہ اعتراض دور کرنے کے لیے انشاء اللہ 2012 تک اعلان ہو جائے گا اور ان سے پہلے آپ کے لیے اور خلق خدا کے لیے وہ رکھی جائیں گی۔

جناب چیئرپرسن: اگلا سوال آنریبل ممبر شیخ صلاح الدین صاحبnot presentمس شریں ارشد خانnot presentاگلا سوال مس شاہین اشفاقnot presentاگلا سوال مس خالدہ منصور صاحبہ۔

محترمہ خالدہ منصور: سوال نمبر 34

محترمہ خالدہ منصور: میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ انہوں نے جواب میں یہ کہا ہے کہ SME Bank کو پاکستان پوسٹ میں ضم کرتے ہوئے Post Bank بنانے کی کوئی تجوزیز زیر غور ہے۔ اور یہ بھی انہوں نے کہا ہے کہ کیااس کو کارپوریشن بنانے میں تجویز زیر غور ہے۔ اگر تجویز زیر غور ہے اور کوئی ان کو تجویز بھی ایک ملی ہے تو اس کو reject کر دیا گیا ہے۔ کیا وہ بتانا پسند کریں گے کہ وہ کیا تجویز تھی اور وہ کیوں نہیں قابل عمل ہے۔

جناب چیئرپرسن: آنریبل منسٹر فار پوسٹ اینڈ سروس Who is going to reply this question. He is not present Parliamentary Secretary یہ ذرا نوٹ کیا جائے کہ Question Answer session میں منسٹر کی none availability is very افسوسناک شاہ صاحب یہ ذرا ensure کریں کہ جتنے بھی سوالات ہیں ان کے منسٹر available ہونے چاہیے۔ پوسٹل سروسز منسٹر نہیں ہے۔ وہ آپ دیکھیں گے یہ پوسٹل سروسز OK. This question be deferred to next rota day. اگلا سوال مسز شگفتہ صادقnot presentمسز نثار تنویر۔

Mr. Chairperson: Answer be taken as read. Supplementary.

محترمہ نثار تنویر: شکریہ جناب چیئرپرسن: میرا منسٹر صاحب سے یہ سوال ہے کہ جو گیس سے چوری ہونے والا جو نقصان ہوتا ہے یہ بھی کے سلسلےover billing سے پورا کیا جاتا ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ جو انکوائری ہوئی ہےconsumers کیا کو تو اس کی کوئی خبر ہی نہیں ہے۔ اس کو اطلاع نہیں دی گئی تو کیا منسٹر صاحب خود اس کی کوئی Auditor General میں اس کی کی جو انہوں نے تعین کی تھی تو اسSNGPLاورSSGPLانکوائری کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ کیوں کہ او گرانے جو قیمتیں سات اگست کو implementپر تو نہیں ہوئی ہے۔over billing ہو گیا ہے تو پھر یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ یہ Thank you

Mr. Chairperson: Minister for Petroleum and Natural Resources, who is going to response this question, Engineer Mohammad Tariq Khattak Sahib, Parliamentary Secretary.

انجنیئر محمد طارق خٹک: شکریہ جناب چیئرپرسن! ایسی کوئی بات نہیں ہے کہ over billing ہو رہی ہے اور Auditor General کو ایسی رپورٹ آئی ہوئی ہے کہ اس میں over billing ہوتی ہے۔ جو معمولی فرق ہوتا ہے ہم تو یا ہماری جو SNGPL اور SSGPL وہ جا کر کیمرہ سے میٹر کی فوٹو لے لیتے ہیں اور جب میٹر اور بل کی reading میں کوئی معمولی فرق ہو تو وہ لوکل آفس ٹھیک کر لیتی ہے اور over billing کوئی بات نہیں ہے۔ I assure you۔

جناب چیئرپرسن: آنریبل ممبر جمشید دستی صاحب۔

جناب جمشید احمد دستی: شکریہ جناب چیئرپرسن! میرا معزز پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے سوال ہے کہ یہ چوری کے لیے جو انہوں نے اقدام کیے ہیں اس کا کوئی proper ایسا کوئی نتیجہ نہیں آیا اور جو افسر چوری میں ملوث تھے وہ ابھی بھی اہم عہدوں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس کی وجہ کیا ہے اور وہ کونسی مجبوری ہے اگر میں سمجھتا ہوں کہ ان لوگوں پر ہاتھ ڈالا جاتا تو بہتری آتی تو یہ کیا وجہ ہے کہ وہ لوگ اس وقت بیٹھے بھی ہیں اور چوری بھی ہو رہی ہے تو اس کی کیا مجبوری ہے۔ شکریہ۔

جناب چیئرپرسن: پارلیمانی سیکرٹری مسٹر انجنیئر طارق خٹک صاحب۔

انجنیئر محمد طارق خٹک: شکریہ جناب چیئرپرسن! گیس چوری کے لیے ہماری inspection ٹیمیں ہیں جو کہ domestic industrial commercial اور سی این جی سٹیشن سارے وہ inspection کر لیتے ہیں اور ابھی ابھی میں کہوں گا کہ پشاور میں چار سی این جی سٹیشنیں جو ہیں وہ چوری میں پکڑے گئے ہیں تو ایک سے چار کروڑ روپے جرمانہ ادا کیا گیا اور اس طرح دوسری سی این جی سٹیشنوں کو بھی جرمانہ کیا گیا ہے تو برابر ہم لگے ہوئے ہیں کہ کم از کم یہ چیز ہو جو مطلب ہے کہ چوری ہو رہی ہے۔ Thank you

جناب چیئرپرسن: مس عمرانہ سعید صاحبہ۔

محترمہ عمرانہ سعید جمیل: شکریہ جناب چیئرپرسن۔ میرا آنریبل پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے ضمنی سوال یہ ہے کہ جو تمام سی این جی کو جب ایل پی جی میں convert کرنے کا گورنمنٹ کر رہی ہے۔ تو ایک تو ہمیں پہلے سے ہی اتنی پریشانی ہے گیس کی اور اس کے بعد آپ سی این جی کو آپ ایل پی جی میں change کریں گے۔ تو اس سے ہماری تمام صنعتوں پر کیا اثرات ہوں گے۔

جناب چیئرپرسن: پارلیمانی سیکرٹری۔

انجنیئر محمد طارق خٹک: چیئرپرسن صاحب یہ question repeat کر دیں۔

Mr. Chairperson: Repeat

کر دیں اس question کو۔

محترمہ عمرانہ سعید جمیل: میرا سوال یہ ہے کہ سی این جی اسٹیشن ہیں اس کو یہ ایل پی جی میں change کیا جا رہا ہے۔ تو اس کو ایل پی جی میں change کرنے سے، گیس کی تو ویسے ہی shortage ہے اور public کو problems ہے تو یہ سی این جی کو جب ایل پی جی میں change کریں گے تو اس سے کیا اثرات ہوں گے۔

جناب چیئرپرسن: پارلیمانی سیکرٹری صاحب۔

انجینیئر محمد طارق خٹک : ایل پی جی کا اپنا چینل ہے اور سی این جی نیچرل گیس سے آتی ہے۔ ایل پی جی کو ہم کوشش کر رہے ہیں کہ ملکی وسائل کو بھی استعمال کریں اور باہر سے بھی import کریں۔ تا کہ ہمارے نیچرل گیس سسٹم میں چھوڑا جائے۔ تا کہ جو shortage ہو رہی ہے۔ اس میں ایک LNG بھی ہم introduce کر رہے ہیں۔ تا کہ یہ کمی پوری ہو سکے۔

Mr. Chairperson: Next question. Ms. Imrana Saeed Jamil.

Ms. Imrana Saeed Jamil: Thank you Mr. Chairman. Question No. 37.

Mr. Chairperson: Answer be taken as read. Supplementary.

محترمہ عمرانہ سعید جمیل : میرا پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے supplement یہ ہے کہ یہ جو ترکمانستان سے گیس پائپ لائن کا معاہدہ ہوا ہے۔ تو میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ ایران سے بھی پہلے ہمارا ایک معاہدہ ہوا تھا۔ تو ان کے تمام functions وہ پورے تقریباً complete ہو چکے ہیں۔ پاکستان میں یہ ابھی شروع ہی نہیں ہوا۔ تو پاکستان کا یہ تھا کہ یہ 2014 تک پورا ہو جائے گا۔ تو یہ کب تک پورا ہو جائے گا۔

جناب چیئرپرسن : پارلیمانی سیکرٹری۔

انجینیئر محمد طارق خٹک : پاکستان اور ایران کا تقریباً agreement ہو چکا ہے اور جہاں سے ہمیں گیس مل رہی ہے تو ایران میں پہلے سے ہی 42 انچ ڈایا پائپ بچھ چکا ہے اور ابھی اسی agreement کے اندر نہیں ہے بلکہ ان کے اپنے حصے میں آتی ہے۔ اور پاکستان کے حصے میں جو ساری formalities اور survey وغیرہ complete ہو چکے ہیں اور ابھی bidding کا انتظار ہے کہ کب ٹینڈر ہو جائے اور اس پر کام ہم شروع کر سکیں۔ جہاں تک ترکمانستان کا تعلق ہے تو وہاں پر ہمارے سارے terms and condition settled ہیں اور ترکمانستان کا جو صدر آیا تھا اس نے ادھر اعلان بھی کیا تھا۔ اس کا agreement اس ماہ کے end تک expected ہے کہ ہم ان کے ساتھ agreement کر کے اس پر کام شروع کر سکیں۔

جناب چیئرپرسن : ڈاکٹر ناہید شاہد علی۔

ڈاکٹر ناہید شاہد علی : شکریہ چیئرپرسن۔ میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ پوچھنا چاہ رہی تھی کہ کیا چائینا سے بھی کوئی ایسا معاہدہ ہوا ہے پاکستان کا۔ اور اگر ہوا ہے تو کب تک اس پر عملدرآمد ہو گا۔

جناب چیئرپرسن : آنریبل پارلیمانی سیکرٹری۔

انجینیئر محمد طارق خٹک : جناب چیئرپرسن ! چائینا کے ساتھ ہمارا کوئی ایسا معاہدہ نہیں ہوا ہے اور نہ ہی کوئی negotiation ہے۔ ہمارا صرف ترکمانستان اور ایران کے ساتھ چل رہا ہے۔ Thank you.

Mr. Chairperson: Next question. Rana Mahmood-ul-Hassan. Not present. Next question. Mr. Wasim Akhter Sheikh. Not present. Next question. Begum Nuzhat Sadiq Sahiba.

محترمہ نزہت صادق : سوال نمبر 40

Mr. Chairperson: Answer be taken as read. Supplementary.

محترمہ نزہت صادق: جناب چیئرپرسن you all know گیس کی shortage ہے اور انڈسٹریز بھی بند ہو رہی ہے اور فرٹیلائزر انڈسٹری کو گیس نہیں فراہم کی جا رہی۔ اور لوگ سڑکوں پر ہیں یہ سب حالات جانتے ہیں۔ میرا سوال منسٹر صاحب سے یہ ہے کہ نیچرل گیس کی management کے لیے کیا کوئی integrated plan ہے۔ اگر وہ ہے تو اس کی implementation کیسے ہو گی اور وہ کب تک ensure کریں گے۔ شکریہ

Mr. Chairperson: Parliamentary Secretary for Petroleum and Natural Resources.

انجینیئر محمد طارق خٹک: جناب چیئرپرسن! ہم بھرپور کوشش کر رہے ہیں کہ ہماری جو indigenous production ہیں اس کو بڑھا دیں۔ تین steps ہم نے اس کے لیے لیے ہیں۔ اور indigenous production ہم بڑھا رہے ہیں اور اس کے لیے ہم نے تقریباً Wells 127 پر کام کر رہے ہیں جس میں بہت سارے کامیاب ہو گئے ہیں اور اس میں جو production آ رہی ہے تو وہ چونکہ demand زیادہ ہو گئی ہے اس لیے یہ کمی محسوس ہو رہی ہے۔ دوسرا جو ایران اور ترکمانستان سے جو ہمارے agreements ہو رہے ہیں یہ اس کا ایک حصہ ہے کہ ہم اس گیس شارٹیج کو پورا کرنے کے لیے کر رہے ہیں۔ تیسرا ہمارا ایل این جی کی امپورٹ کا مسئلہ تقریباً حل ہو چکا ہے۔ اس کو ہم امپورٹ کریں گے اور اس کو ہم main pipeline میں چھوڑیں گے تو اس سے گیس کی شارٹیج کم ہو جائے گی۔ اور چوتھا جو ہے کہ ہم Synthetic Gas جو کہ LPG plus air کو ملا کر بنائی جاتی ہے Synthetic Gas۔ تو اس کی وجہ سے بھی ہماری گیس پروڈکشن زیادہ ہو جائے گی۔ اور جو شارٹیج ہے اور ڈیمانڈ اور سپلائی کا جو فرق ہے یہ کم ہو جائے گا۔

جناب چیئرپرسن: ڈاکٹر کھٹو مل

ڈاکٹر کھٹو مل جیون: سر میرا منسٹر صاحب سے یہ question ہے کہ یہ حقیقت ہے کہ سندھ صوبہ جو ہے more than 74% gas اس وقت supply کر رہا ہے پورے پاکستان کو۔ اور ہمارے جو neighbouring district ہیں۔ سات میل پر مٹھی ڈسٹرکٹ شروع ہو جاتا ہے، میرپور خاص ڈسٹرکٹ شروع ہو جاتا ہے، عمرکوٹ ڈسٹرکٹ شروع ہو جاتا ہے۔ چیخنا چلانا تو ہمیں چاہیے۔ تو ان تین ڈسٹرک میں، ہم 1988 سے چیخ رہا ہوں کہ کوئی پلان ہے کہ ان تین ڈسٹرکٹ جہاں سے گیس نکلتی ہے اس کے ساتھ والے ڈسٹرکٹ کو بھی گیس فراہم کی جائے گی۔

Mr. Chairperson: Parliamentary Secretary for Petroleum and Natural Resources.

انجینیئر محمد طارق خٹک: ہماری جو گیس پالیسی ہے اس کے مطابق تو جہاں پر well develop ہوتے ہیں تو پانچ کلومیٹر کے اندر اندر ہم اس کو گیس supply کر دیتے ہیں۔ نہ صرف یہ تین ڈسٹرک بلکہ سارے جو گیس سے محروم districts ہیں ان سب کو گیس دینے کا پروگرام ہے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے پاس گیس کی shortage ہے جس کی وجہ سے ہم اس پر کام نہیں کر سکتے۔ اور نہ ہی آگے اس کی consumption دے سکتے ہیں۔ اگر ہم ان کو گیس دے بھی دیں تو وہی لوڈشیڈنگ ہو گی۔ تو اس کی وجہ سے ہماری priority یہ district ہے کہ ان ڈسٹرک کو گیس دی جائے جو گیس ویل کے نزدیک ہیں۔

جناب چیئرپرسن: سفیان یوسف صاحب۔

جناب سفیان یوسف: میرا پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے سوال یہ ہے کہ جو گیس ترکمانستان اور ایران سے جو پاکستان آ رہی ہے یہ سوئی نادرن گیس کے سسٹم میں داخل کی جائے گی یا سوئی سدرن گیس کے سسٹم میں داخل کی جائے گی۔ کیونکہ ہمارے پاس یہی دو سسٹم ہیں جس سے ملک میں gas distribution ہوتی ہے۔

Mr. Chairperson: Parliamentary Secretary for Petroleum and Natural Resources.

انجینیئر محمد طارق خٹک : ایران والی گیس نواب شاہ میں داخل ہو گی ۔ اور ابھی ترکمانستان سے جو گیس آئے گی تو اس کا ابھی نقشہ اور ڈیزائن نہیں بنا کہ کدھر وہ ڈالیں گے ۔ ایران سے جو آگے گی وہ نواب شاہ میں جہاں پر چالیس ہزار میگاواٹ بجلی اس سے پیدا ہو گی ۔ تو وہ نواب شاہ کے گیس سٹیشن میں ہم ڈالیں گے تا کہ ہم اس سے بجلی پیدا کریں اور جو ہماری کولوکل گیس بجلی کے لیے استعمال ہو رہی ہے اس کی ہمیں saving ہو جائے گی اور ساتھ بجلی کی لوڈشیڈنگ ختم ہو جائے گی اور گیس کی لوڈشیڈنگ ختم ہو جائے گی ۔

Mr. Chairperson: Next question. Raja Muhammad Asad Khan. Not present. Next question. Ms. Tahira Aurangzeb. Not present. Next question. Mr. Mohammad Pervaiz Malik Sahib. Not present. Next question. Ms. Perveen Masood Bhatti Sahiba. Not present. Next question. Ms. Nighat Parveen Mir. Not present. Next question. Mr. Muhammad Riaz Malik Sahib. Not present. Next question. Mr. Salahuddin Sahib. Not present. Next question. Ms. Shahnaz Saleem Sahiba.

محترمہ شہناز سلیم : سوال نمبر 48

Mr. Chairperson: Answer be taken as read. Supplementary please.

محترمہ شہناز سلیم : جناب چیئرپرسن ! میں اپنے سوال ج جز پر ضمنی سوال کرنا چاہتی ہوں ۔ PSQCA پر کارکردگی بہتر بنانے کے لیے حکومت نے جو اقدامات کیے ہیں ان میں سے کونسے اقدامات مکمل ہو چکے ہیں کونسے ابھی رہتے ہیں اور ان اقدامات پر عملدرآمد سے کیا بہتری آئی ہے ۔ نیز فیس کی مد میں حاصل ہونے والی رقم کہاں خرچ کی گئی ہے ۔

Mr. Chairman: Honourable Minister for Science and Technology.

وزیر برائے سائنس و ٹیکنالوجی (میر چنگیز خان جمالی) : جیسے محترمہ نے کہا ہے کہ PSQCA کے جو funds ہیں وہ ہم ان کی دوبارہ labs کی up-gradation اور ان کو بہتر کرنے کے لیے کیونکہ ہم نے international standards کو follow کرنا ہوتا ہے تو اس لیے اس چیز کو maintain کرتے ہیں اور وہاں پر خرچ کیا جاتا ہے ۔ پہلا سوال کیا تھا۔

Mr. Chairman: Would you repeat the question?

محترمہ شناز سلیم : اس کی بہتری کے لیے کونسے اقدامات کیے گئے ہیں ۔

Mr. Chairman: Honourable Minister for Science and Technology.

میر چنگیز خان جمالی : ہماری یہی کوشش ہے کہ labs کا سسٹم بڑھایا جائے تا کہ جتنی زیادہ standard and quality control سے چیزیں certify ہوں گی test ہوں گی اتنا ہی ہمارے ملک میں چیزوں کی بہتری ہو گی ۔ کیونکہ اسی سے ایک standard اور معیار ہوتا ہے ۔ اور اس کو جتنا ہم maintain کریں گے اور اس کے لیے ہم further جو کوشش کر رہے ہیں کہ اس کو expand کیا جائے اور مختلف بڑے شہروں تک لے جایا جائے اور ساتھ ساتھ اس میں یہ بھی ہے کہ جو laws وغیرہ ہیں اس میں اتنی punishment نہیں ہے اس کو بھی ہم دوبارہ consider کر رہے ہیں لانے کے لیے ۔ مجسٹریٹ وغیرہ کراچی میں مقرر ہو گئے ہیں اور باقی جگہوں پر بھی کیا جائے ۔ Plus international standards ہیں اس کے ساتھ بھی ہم

نے چلنا ہے اور ان کے جو standards ہیں WTO کے وہاں پر بھی ہمارا ان کے ساتھ ایک MoUs ہو چکا ہے اور understanding ہے اور جتنا زیادہ ہم international standard سے چلیں گے اتنا import and export پر ہمارا اثر پڑے گا۔ اور ہم چاہتے ہیں کہ ہم اور ratify اور چیزوں کو ہم ٹیسٹ کر کے بہتر سے بہتر عوام تک پہنچائیں۔

جناب چیئرپرسن : محترمہ خالدہ منصور صاحبہ۔

محترمہ خالدہ منصور : شکریہ جناب چیئرپرسن۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا اس تمام عرصے میں کوئی اشیاء غیر معیاری پائی گئی ہیں۔ اور منسٹر صاحب بتائیں گے کہ وہ کس کمپنی کی ہیں اور کون کونسی وہ اشیاء ہیں۔

Mr. Chairman: Honourable Minister for Science and Technology.

میر چنگیز خان جمالی : اس میں مختلف ہمارے mandatory items ہیں اس میں جو چیزیں آتی ہیں اس کو باقاعدہ certify کیا جاتا ہے۔ اس طرح مارکیٹ میں دو نمبر چیزیں ملتی ہیں لیکن جس آئٹم کے اوپر یا product کے اوپر PSQCA کا لوگو ہو گا اس کی value آپ مارکیٹ میں بہتر سمجھیں گے اور وہ consumer کے لیے بھی اچھا ہوتا ہے اور انڈسٹری کے لیے اور سب کے لیے یہ بہتر چیز ہے۔ اور ہم اسی چیز کی کوشش کرتے ہیں کہ جتنی لوگوں کو awareness دی جائے اور وہ استعمال کریں اپنی چیزوں کو certify کرائیں انڈسٹری کے لوگ ہوں food items ہوں یا کچھ اور بھی ہو تو ہماری maximum یہی کوشش ہے کہ ہم ان کو جتنی facilities دیں اور یہ اس چیز کو avail کریں۔

جناب چیئرپرسن : محترمہ نزہت صادق

محترمہ نزہت صادق : شکریہ جناب چیئرپرسن۔ میرا سوال آنریبل منسٹر صاحب سے یہ ہے کہ انہوں نے کہا کہ یہ international standards کو meet کرتے ہیں دیکھتے ہیں۔ پہلے تو سوال یہ ہے کہ ان کے پاس کتنی mobile testing laboratories ہیں یہ مجھے بتا دیں اور دوسرا جب آپ کوئی food item test کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ یہ upto the mark ہے یا نہیں تو کیا ان restaurants کو بھی یہ چیک کرتے ہیں اور اس کو کوئی grading کرتے ہیں اور کیا ان کو fine کرتے ہیں ان کو مطلب A grade, B grade or C grade دے دیا جائے۔ C grade دے دیں کہ خراب کوالٹی ہے اور وہ upto the mark آئیں A grade پر تو تب ان کو license دیا جائے گا۔ کیا کوئی ایسا پلان بھی ہے۔

Mr. Chairman: Honourable Minister for Science and Technology.

میر چنگیز خان جمالی : یہ ابھی موبائل سسٹم شروع ہوا ہے تاکہ مختلف جگہوں پر checking ہو سکے۔ ابھی کراچی میں یہ سسٹم سٹارٹ کیا گیا ہے وہاں پر ایک موبائل آ گئی ہے۔ لیکن اس میں further ہمیں اور improvement کرنی پڑے گی اور مختلف شہروں میں بھی لے جایا جائے گا۔ جہاں تک فوڈ کا ہے تو وہ چند items and products ہیں ہم ان کو کنٹرول کرتے ہیں۔ جو restaurants اور فوڈ کا ہے یہ Provincial میں آتا ہے۔ اگر اس کی کوئی product اس قسم کی ہو گی تو اس پر ہمارا Standard and Quality Control کا ہوتا ہے۔

جناب چیئرپرسن : سفیان یوسف صاحب۔

جناب سفیان یوسف : شکریہ چیئرپرسن۔ میرا سوال یہ ہے کہ PSQCA جو مارکیٹ میں اس وقت کھلا دودھ بک رہا ہے جو چھوٹے بچوں کے لیے بھی جان لیوا ثابت ہو رہا ہے تو کیا اس کی quality چیک کرنے کے لیے کوئی ایسا نظام بنایا گیا ہے۔ کیونکہ روز بروز وہ دودھ کی قیمتیں بڑھا دیتے ہیں۔ اگر quality maintain کرنے کے لیے اس کا کوئی بندوبست کیا گیا ہے۔

Mr. Chairman: Honourable Minister for Science and Technology.

میر چنگیز خان جمالی : جس طرح دودھ کی بات کر رہے ہیں تو ہمارے پاس جو product وغیرہ لاتے ہیں تو ہم ان کو چیک کرتے رہتے ہیں۔ ابھی punishment وغیرہ laws کم ہے تو کراچی میں ہم نے Magisterial System شروع کیا ہے۔ اور سب سے اہم چیز یہ ہے کہ جتنا consumer اس چیز میں customer ہے وہ اس چیز میں آگے بڑھے گا کہیں سے complaints آئیں گی تو ہم اس پر عمل کریں گے۔

جناب چیئرپرسن : مسٹر حمید اللہ جان۔

جناب حمید اللہ جان آفریدی : شکریہ جناب چیئرپرسن۔ جو جواب سے اندازہ لگایا جا رہا ہے تو PSQCA کا ایک بہت اچھا ریکارڈ آ رہا ہے اور سال بہ سال ان کے ریونیو میں اضافہ ہو رہا ہے۔ جس سے میں امید کرتا ہوں کہ commercially بھی یہ کام کر رہا ہے اور شاید آئٹمز یہ check کرتے ہیں۔ کیا ان کا کوئی ارادہ ہے کہ یہ جو PSQCA کا یہ law جو ہے اس کو criminal law بنایا جائے۔ اور دوسری بات یہ سپیکر صاحب کہ آئے دن بازاروں میں جو خورد و نوش کی چیزیں مل رہی ہیں اس میں ایسی چیزیں ہیں جو کہ substandard ہیں اور privately check کی گئی ہیں ک۔ کیا ان کی ایسی کوئی ٹیم ہے جو بازاروں میں جا کر دودھ وغیرہ اور باقی edibles ہیں ان کو اٹھا کر انہوں نے چیک کیا ہو۔ اس کے علاوہ سپیکر صاحب اگر ہم دیکھیں ہمارا energy crunch ہے اور بہت بری حالت ہے۔ جتنے بھی ہمارے local manufacturing electrical appliances ہو رہے ہیں وہ سب کے سب substandard ہیں۔ کیا ان کوئی ایسا ارادہ ہے کہ جب تک PSQCA کی certification نہ ہو اس کو further وہ promote نہ کر سکے یا ان کو further کوئی license نہ مل سکے کیا ان کی یہ بھی کوئی liaison ہے انڈسٹری سے یا ان organizations سے تاکہ substandard چیزیں بند کی جائیں۔

Mr. Chairman: Honourable Minister for Science and Technology.

میر چنگیز خان جمالی : ہماری یہ کوشش ہے کہ یہ سسٹم اور بہتر ہو۔ لیکن ظاہری بات ہے کہ ہماری مارکیٹ میں دو نمبر چیزیں تو بہت زیادہ ہیں۔ اور PSQCA کے پاس بڑے شہروں میں تو تھوڑا بہت سسٹم ہے۔ لیکن اس کو ابھی بھی improve کرنا ہے کیونکہ ہمارے پاس اتنا زیادہ سٹاف نہیں ہے۔ کہیں کہیں۔ پر ہم جا کر چیک کرتے ہیں اور اس کے basis پر ان کو چالان بھی ہوتے ہیں۔ اور اکثر یہ چیزیں کورٹ میں چلی جاتی ہیں اور جب تک کورٹ کا فیصلہ نہیں آتا تو یہ مسئلے بڑھتے رہتے ہیں۔ باقی ہماری پوری کوشش ہے کہ اس چیز کو بڑے شہروں تک لے جایا جائے۔ کیونکہ consumer and customer کو اس میں بہت تکلیف ہے۔ انہیں کو آگے آنا ہے اور ساتھ ساتھ ہمیں بھی PSQCA کے جو rules ہیں وہ بالکل ہیں۔ جیسے انہوں نے کہا electronics کا ہے اور دوسری آئٹم ہیں۔ اس میں رول بالکل ہیں۔ کسی میں mandatory ہے اور کسی میں ابھی چل رہا ہے۔ اور laws بھی ابھی ہم کوشش کر رہے ہیں کہ کم از کم اس میں کچھ Magistrate level تک کیسز آ سکیں اور maximum ان کو punishment بھی ہو سکے۔

جناب چیئرپرسن : محترمہ فخر النساء کھوکھر۔

جسٹس (ریٹائرڈ) فخر النساء کھوکھر : شکریہ مسٹر چیئرپرسن۔ میں ایک چیز آپ کی نظر میں لانا چاہتی ہوں۔ Daily میرے سوال ہیں وہ بڑے important questions ہیں Order of the Day میں تو آتے نہیں ہیں۔ لیکن ان کو un-starred کر دیا جاتا ہے۔ آج بھی دو سوال ہیں جو ججز سے متعلقہ ہیں اور important questions ہیں They why, like this? should state the reason for that آرہے ہیں سوال لیکن starred question کو un-starred کر دیا جاتا ہے۔

جناب چیئرپرسن : منسٹر فار سائنس اینڈ ٹیکنالوجی۔

میر چنگیز خان جمالی : میڈم اگر سوال دوبارہ دہرا لیں۔ یہ ہماری سائنس منسٹری سے متعلقہ ہے ؟

جناب چیئرپرسن : جی فخر النساء کھوکھر صاحبہ۔

جسٹس (ر) فخر النساء کھوکھر : جناب یہ صفحہ 47 پر ملاحظہ فرمائیں میرا سوال آیا ہے اور اس کا reply بھی not received پھر یہ دوسرے صفحے پر میرا سوال آیا ہوا ہے اور اس کے آگے لکھا ہوا ہے reply not received اور یہ سب starred questions ہیں اور important ہیں جو ڈیشری سے متعلقہ ہیں۔ ان کو یہ unstarred کر دیتے ہیں deliberately.

جناب چیئرپرسن : میری گزارش ہے کہ اگر آپ سپیکر چیمبر میں آکر بات کر لیں تو آپ کا مسئلہ حل ہو جائے گا yes it will be sorted out in the Speaker's Chamber. Hameed Ullah Jan you wanted to ask something.

جناب حمید اللہ جان آفریدی : شکریہ جناب سپیکر، سر میں نے گزارش کی تھی کہ laws revise ہو رہے ہیں کیا اس کو criminal offence بنانے کا کوئی ارادہ ہے اور اگر ہے تو کب تک ؟

جناب چیئرپرسن : جی منسٹر فار سائنس اینڈ ٹیکنالوجی۔

میر چنگیز خان جمالی : سر یہ process میں ہے criminal offence کے لئے بالکل ہماری بھی خواہش ہے۔ ہم stakeholders سے آراء لے رہے ہیں اور اس کے بعد ہم یہ لے کر آئیں گے۔

جناب چیئرپرسن : شکریہ Nest question. Ms. Tasneem Siddiqui Sahiba. Not present. Dr. Muhammad Ayub Sheikh Sahib. Not present. Once again I will go through the names of honourable members who had given the questions اگر وہ آ چکے ہیں ہاؤس میں تو I will take their names and if they are available کیونکہ ٹائم ہے ابھی ہمارے پاس تو we will give them chance. Sheikh Salahuddin Sahib. Not present. Ms. Shireen Arshad Khan. Not present. Ms. Shaheen Ishfaq. Not present. Mrs. Shagufta Sadiq. Not present. Rana Mahmood-ul-Hassan Sahib. Not present. Mr. Wasim Akhter Sheikh Sahib. Not present. Ms. Tahira Aurangzeb. Not Present. Raja Muhammad Asad Khan. Not present. Mr. Mohammad Pervaiz Malik Sahib. Not present. Ms. Parveen Masood

Bhatti Sahiba. Not present. Ms. Nighat Parveen Mir. Not present. Mr. Muhammad Riaz Malik Sahib. Not present. Mr. Salahuain. Not present. So now we will proceed to the further business. Question Hour is over. And now Leave Applications.

LEAVE OF ABSENCE

Mr. Chairperson: Engineer Khurram Dastgir Khan, MNA has requested for the grant of leave for 19th and 20th December, 2011 due to personal engagements. Is leave granted?

The leave was granted.

Mr. Chairperson: Nawabzada Malik Amad Khan, MNA has requested for the grant of leave from 19th to 21st December, 2011 due to visit abroad. Is leave granted?

The leave was granted.

Mr. Chairperson: Mr. Salahuddin, MNA has requested for the grant of leave for 19th, 20th and 23rd December, 2011. Is leave granted?

The leave was granted.

Mr. Chairperson: Ms. Farzana Mushtaq Ghani MNA has requested for the grant of leave for the whole current Session. Is leave granted?

The leave was granted.

Mr. Chairperson: Justice (R) Fakhar-un-Nisa Khokhar, MNA has requested for the grant of leave for 21st and 22nd December, 2011 due to personal engagements. Is leave granted?

The leave was granted.

Mr. Chairperson: Mr. S.A Iqbal Qadri, Parliamentary Secretary has requested for the grant of leave from 19th to 23rd December, 2011 due to personal engagements. Is leave granted?

The leave was granted.

For Information:

Mr. Chairperson: Dr Nadeem Ehsan Minister of State for Overseas Pakistanis has informed that he will not be able to attend the Session from 19th to 23rd December, 2011 due to personal engagements.

Mr. Chairperson: Mrs. Samina Khalid Ghurki, Minister for National Heritage and Integration has informed that she will not be able to attend the Session from 19th to 23rd December, 2011 due to official visit abroad.

Mr. Chairperson: Sardar Al-Haj Muhammad Umar Gorgage, Minister for Postal Services has informed that he will not be able to attend the Session from 19th to 21st December, 2011 due to illness.

Mr. Chairperson: Dr. Firdous Ashiq Awan, Minister for Information and Broadcasting has informed that she was unable to attend the Session on 16th December, 2011 due to illness.

Mr. Chairperson: Now we move to Item No. 3.

ملک شکیل احمد اعوان: پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب چیئرپرسن: جی ملک شکیل اعوان،

POINT OF ORDER

ملک شکیل احمد اعوان : جناب چیئرمین شکوہ اس بات کا ہے کہ جب ہاؤس کی کارروائی شروع ہوئی تو محمد حنیف عباسی نے جب بات دہرائی کہ آپ نے چار روز قبل یہ وعدہ کیا تھا کہ آپ راولپنڈی اسلام آباد میں جہاں دانستہ طور پر گھریلو سوئی گیس بند کر دی گئی ہے اس کا مثبت جواب دیں گے۔آج چار دن بعد جناب میں ان کا بہت احترام کرتا ہوں محترم خورشید شاہ صاحب نے جواب دیا تو کہا کہ مسئلہ گیس کا نہیں ہے، مسئلہ پریشر کا ہے۔ کون کہتا ہے کہ پریشر کا مسئلہ ہے ؟آئیں میرے ساتھ چلیں، ڈیڑھ ماہ ہو گیا اس راولپنڈی شہر کے گلی کوچے میں چلیں، اس اسلام آباد کے G/7 سے لیکر E/11 تک آپ دیکھیں کس جگہ گیس آرہی ہے ؟آج لوگ اپنے گھر کا چولہا جلاتے ہیں تو وہاں چولہا جلتا ہی نہیں۔ پریشر کا مسئلہ تو تب ہو کہ اگر ایک وقت گیس آئے۔ شاہ صاحب ان معصوم بچوں کو کون جواب دے گا جو صبح بغیر ناشتے کے سکول جاتے ہیں۔اس ماں کے آنسو کون پونچھے گا جو اپنے بچوں کو بغیر ناشتے کے سکول بھیجنے کے بعد دوپہر کو جب وہ واپس آتے ہیں تو اس وقت بھی گیس نہیں ہوتی۔ اور اس سے بڑی بے حسی یہ کہ آج جناب چیئرمین پانچ گھنٹے تک اسلام آباد ہائی وے کی تمام ٹریفک بلاک رہی، جو ایم این ایز، جو اراکین پارلیمنٹ پی آئی اے کی پرواز سے ائیرپورٹ پر اترے ان کو آگے جانے کے لئے کوئی access نہیں تھی، لیکن کسی حکومتی ذمہ دار نے پانچ گھنٹے تک کوئی رابطہ نہیں کیا، اتنی بڑی بے حسی ؟ جناب چیئرمین پوچھیں ان سے کہ اگر کوئی حکومتی ذمہ دار بات کرتا تو وہ ٹریفک ایک گھنٹے بعد کھل سکتی تھی لیکن انہیں پرواہ اس لئے نہیں ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ اسکے بعد جو مظاہرہ ہو گا ہم صدر ہاؤس کا گھیراؤ کریں گے۔ وزیر اعظم ہاؤس کا گھیراؤ کریں گے۔ ہم سوئی ناردرن گیس آفس کا گھیراؤ کریں گے۔اس لئے انہیں پرواہ نہیں ہے کہ ان کے گھر کا راستہ نہیں رکا۔انہیں کوئی پرواہ نہیں تھی۔ جناب چیئرپرسن ! مجھے جواب اس بات کا چاہئے کہ ان سے پوچھئے کہ جب ہزاروں لاکھوں لوگ پانچ گھنٹے تک ٹریفک میں پھنسے رہے۔آپ نے سوئی گیس تو غریب آدمی کو نہیں دینی۔آپ کے پاس تو صرف چالیس سال سے ایک ہی نعرہ ہے روٹی کپڑا اور مکان۔آج آپ نے غریب کے منہ سے روٹی کا نوالہ بھی چھین لیا۔ معصوم بچے کے منہ سے اس کا ناشتہ چھین لیا۔ غریب کے بچے جو سکول کالج جا کر اس ملک کی خدمت کرنے کے لئے اپنا حصہ ڈالنا چاہتے تھے۔آج ان کی مائیں بہنیں سڑکوں پر آکر چلا رہی ہیں کہ خدارا ہمیں جینے کا حق دو۔ ہمیں روٹی کپڑا مکان تم سے نہیں چاہئے۔ ہمیں صرف اتنی سوئی گیس دے دو کہ ہمارے بچے فاقے سے سکول نہ جایا کریں۔ صرف اتنا جواب جناب چیئرپرسن ! آپ دلوا دیجئے کہ پانچ گھنٹے تک کسی حکومتی ذمہ دار نے کوئی رابطہ نہیں کیا۔ دو اراکین پارلیمنٹ محمد حنیف عباسی صاحب اور میں خود وہاں موجود تھے۔تو ان کے رابطے سے وہ ٹریفک کھل سکتی تھی۔انہوں نے اتنی بے حسی کیوں کی۔ مجھے اس کا جواب چاہئے۔

Mr. Chairperson: Somebody should respond to this question later on. Ch. Nisar, Honourable Leader of the Opposition.

چوہدری نثار علی خان (قائد حزب اختلاف) : بہت شکریہ جناب چیئرپرسن ! مجھے بہت خوشی ہو رہی ہے آپ کو اس کرسی پہ دیکھ کر۔ جناب چیئرپرسن ! راولپنڈی سے میرے معزز دوست نے پنڈی کے حوالے سے گیس لوڈ شیڈنگ کے حوالے سے ابھی آپ کی اجازت سے جو نقطہ اٹھایا ہے مجھے یقین ہے کہ حکومت کی طرف سے ایک روایتی جواب آئے گا۔ مگر آپ خود ایک سینئر پارلیمنٹیرین ہیں، اپنی پارٹی کے اور اس ایوان کے اور آپ نے بہت سارے موسم دیکھے ہیں۔آپ اس اسمبلی کے عرصہ دراز سے رکن رہے ہیں، وزیر رہے ہیں۔اس وقت جو سنسانی اور جو عدم توجہ کا نقشہ یہ قومی اسمبلی پیش کر رہی ہے اس سے تو لگتا ہے کہ پاکستان میں سب اچھا ہے۔ جناب چیئرپرسن ! میں پنڈی سے آیا ہوں اور نارمل روڈ سے نہیں آیا۔ حالانکہ میرا گھر پنڈی کے بالکل بارڈر پہ ہے۔زیرو پوائنٹ سے لے کر فلائی اوور جو فیض آباد ہے مکمل ٹریفک بلاک ہے۔میں تین اطراف سے بات کرتا ہوں کہ ادھر سے نواز شریف پارک سے اس طرف

جو سڑک ملتی ہے اور یہ گزشتہ چھ گھنٹوں سے یہ سلسلہ جاری ہے۔اس سے بڑھ کر جو اسلام آباد ایکسپریس وے ہے، ائیرپورٹ ایکسپریس وے ہے۔ تقریباً ساڑھے چھ گھنٹے ہو گئے ہیں یہ مکمل طور پر بند ہے۔ کوئی شخص وہاں جائے۔بڑی بڑی گاڑیاں ،ظاہر ہے ہے کہ دوسری گاڑیاں تو کوئی alternate route لے لیتی ہیں مگر بڑی گاڑیوں کا کوئی راستہ نہیں ہے۔آپ یہاں دیکھیں میلوں لمبی قطاریں لگی ہوئی ہیں اور مجھے بتایا گیا ہے کہ ساڑھے چھ گھنٹے سے یہ ٹریفک جام ہے۔حکومت کی جو حالت ہے آپ کے سامنے ہے۔جو اس محکمے کے وزیر ہیں وہ وزارات پر توجہ نہیں دے رہے۔ان کی زیادہ توجہ۔

(اذان عشاء)

جناب چیئرپرسن: آنریبل لیڈر آف دی اپوزیشن۔

چوہدری نثار علی خان: شکریہ جناب چیئرپرسن ! تو میں گزارش کر رہا تھا کہ میلوں لمبی ٹریفک جام ہے۔حکومت کی بے حسی دیکھئے کہ جو اس متعلقہ وزارت کے وزیر ہیں ان کو وزارت چلانے سے یا لوڈشیڈنگ کے معاملے میں اسمبلی کے سامنے آ کر جواب دہ ہونا اس کی ذمہ داری ان کی نہیں ہے۔وہ شائد ذاتی طور ہیں۔ ہمیں خوشی ہے کہ زرداری صاحب واپس پاکستان آ گئے ہیں۔ مگر یہ جو بہت سارے صحیح اصلی اور جعلی ڈاکٹروں کے نرغے میں وہ ہیں۔

(اس موقع پر جناب قائم مقام سپیکر ! کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

چوہدری نثار علی خان: جناب سپیکر ! میں آپ کے آنے سے پہلے ذکر کر رہا تھا کہ میلوں میل ساڑھے چھ گھنٹے سے ٹریفک جام ہے پنڈی اور اسلام آباد کا جو سنگم ہے۔ائیرپورٹ ایکسپریس وے بند ہے۔لوگ سڑکوں پر ہیں۔ایک massive احتجاج ہو رہا ہے۔ پنڈی کی گلیوں بازاروں میں نکلنا مشکل ہے۔حکومت کی بے حسی اتنی ہے کہ ان کو احساس ہی نہیں ہے وہ سمجھتے ہیں کہ سب ٹھیک چل رہا ہے۔تو میں گزارش کر رہا تھا کہ بات ہوتی ہے اس اسمبلی کی اکاؤنٹبلٹی کی۔ ہم نے اس سیشن میں وزیر پٹرولیم کی شکل نہیں دیکھی۔ عوام گیس نامی چیز سے ناپید ہو چکے ہیں۔ان کے چولہے ٹھنڈے ہو چکے ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ اب اس اسمبلی کو ہم کیا کریں اور اس ملک کے عوام کیا کریں۔ یہ متعلقہ وزیر اپنی نوکری پکی کرنے اور اپنے نمبر بنانے میں لگے ہیں۔ان کو عوام کے مسائل سے دور سے سروکار نہیں۔ جناب سپیکر ! مجھے صرف یہ بتائیں کہ اس اسمبلی میں آنے کا کیا فائدہ جب حکومت کو ہی اس میں دلچسپی نہیں ہے۔اور حکومت، کون سی حکومت، ایسی حکومت جو اتنی کمزور ہو چکی ہے، اتنی لاغر ہو چکی ہے کہ ایک میمو کیس ہی اس کے حواس باختہ کر چکا ہے۔ جناب سپیکر ! مجھے بڑی حیرانگی ہے کہ اس حکومت کو اپنے پاؤں پہ کھڑا ہونے کے لئے اعتماد کو بحال کرنے کے لئے وزیراعظم کو آرمی چیف سے ملاقات کرنی پڑتی ہے۔ پھر اسے ٹی وی پہ دکھانا پڑتا ہے۔ پھر دنیا کو یہ تاثر دینا پڑتا ہے کہ بہت اچھی بہت مثبت ملاقات رہی۔ جناب سپیکر ! کیا یہ banana republic ہے، کیا یہ کوئی ملٹری سٹیٹ ہے۔ کیا یہ جو سب نظام ہے یہ فوج کی مرضی ہے کہ آرمی چیف آئیں گے تو سب ٹھیک ہو جائے گا۔ کیا خدانخواستہ یہ بچہ سقّہ کی حکومت ہے کہ ایک ہوا کا جھونکا آتا ہے یہ ادھر گر پڑتے ہیں اور دوسرا ہوا کا جھونکا آتا ہے یہ ادھر گر پڑتے ہیں۔ مجھے آپ سے امید ہے اور توقع ہے کہ اس ایوان کی کچھ تو عزت بحال ہونی چاہئے۔ میں بارہا اس ایوان میں کھڑے ہو کے کہہ چکا ہوں کہ کوئی مسئلہ ہے جناب سپیکر ! تو ایوان میں متعلقہ وزیر، یہ وزیر اپنے اہم portfolio لے کے کس لئے اس ملک کے لاکھوں کروڑوں روپے کھا رہے ہیں۔ جب یہ نہ ایوان میں آتے ہیں اور نہ یہ اپنے محکمے کے حوالے سے قومی اسمبلی اور سینیٹ میں جواب دہ ہوتے ہیں۔ جناب سپیکر ! آج سے دو دن پہلے سینیٹ کا اجلاس ملتوی ہو گیا۔ شدید احتجاج ہوا اور وہ صرف اپوزیشن کی طرف سے نہیں ہوا بلکہ حکومتی بنچیز کی طرف سے ہوا۔ کیونکہ وہاں وزارتی بنچیز خالی تھے۔ آج یقیناً یہاں تین چار وزیر تو

موجود ہیں۔ مگر اسمبلی کی کارروائی اور کارکردگی کیسے چلتی ہے۔ جناب سپیکر! متعلقہ وزیر کو جواب دینا پڑتا ہے قومی اسمبلی اور سینیٹ کے سامنے۔ وزیراعظم صاحب کے کل کے بیان پہ مجھے شدید تحفظات ہیں جناب سپیکر! کہ کل اس ملک کے منتخب وزیراعظم کہتے ہیں کہ میمو نان ایشو ہے۔ اور Gen. James Jones کے بیان کے بعد اس کی حیثیت ختم ہو گئی۔ جناب سپیکر! آپ مجھے صرف یہ بتائیں کہ ایک کیس عدالت میں ہے، سپریم کورٹ میں ہے۔ سپریم کورٹ نے اس کا نوٹس لیا ہوا ہے۔ آپ کی افواج کے سربراہ کہتے ہیں کہ memo case میں حقیقت ہے۔ آپ کے DG(ISI) صحیح کہتے ہیں کہ جو حقائق ہمیں اس شخص منصور اعجاز نے دئے، اس میں بہت وقعت اور طاقت تھی یا اس قسم کے کوئی الفاظ تھے شاید میرے الفاظ غلط ہوں۔ ملک کے وزیراعظم کہہ رہے ہیں امریکہ کا ایک فوجی جرنیل جو کچھ کہتا ہے اس میں زیادہ وُقت ہے۔ شاباش۔

(مداخلت)

Mr. Acting Speaker: No slogans jee, please. No cross talk jee, no cross talk.

چوہدری نثار علی خان (لیڈر آف دی اپوزیشن): جناب سپیکر! مجھے معلوم نہیں کہ جو میرے دوست اور colleagues desk بجا رہے ہیں وہ اس بات پہ خوش ہیں کہ یہ نعرہ جو امریکہ کے خلاف لگا تھا وہ fail ہوا ہے یا شاید وہ۔۔۔

Mr. Acting Speaker: No cross talk please.

چوہدری نثار علی خان: تو میری گزارش ہے کہ اس احوالے سے آپ نوٹس لیں۔ ہمیں متعلقہ وزراء سے جوابات چاہیئیں۔ یہاں اب یہ تقاریر در تقاریر بہت ہو چکی ہیں۔ یہاں مسئلہ بحث در بحث نہیں۔ ہمارا کام ہے تقریر کرنا اُدھر کام ہے اپنی کارکردگی دکھانا، وضاحت کرنا۔ اپنی کارگردگی کو اس ایوان کے سامنے پیش کرنا۔ اگلے دن بھی یہاں چند نکات اٹھائے گئے اور تمام قومی امور کے حوالے سے تھے۔ مگر چونکہ چند میرے دوستوں کا شوق ہے تقریر کرنے کا تو وہ اسی تقریر کے لہر میں ایسی ایسی چیزیں کہہ گئے جو بالکل حقائق کے منافی تھیں۔ میں اس میں اب نہیں پڑنا چاہتا۔ مگر میں یہ ضرور کہوں گا کہ اس ایوان کو تماشہ نہ بنائیں۔ اسے debating society نہ بنائیں۔ اگر آپ کو تقاریر کا شوق ہے تو حکومت چھوڑیں اپوزیشن میں جا کے بیٹھیں۔ پھر آپ کی تقریر کا شوق پورا ہو جائے گا۔ حکومت میں آپ کو صرف point scoring اور تقاریر سے آپ اپنا حق ادا نہیں کر سکتے۔ آپ کو کارکردگی دکھانی ہے اور قوم کے سامنے اور اس ایوان کے سامنے بھی جواب دہ ہونا ہے۔ میں جیسے پہلے گزارش کر چکا ہوں کہ ہمیں شدید احتجاج ہے اس بات پہ اس ملک کے وزیراعظم ایک ایسا کیس جو اعلیٰ عدلیہ کے سامنے ہے۔ اس کے بارے میں یہ فیصلہ از خود کر دیں۔ ایک ریٹائرڈ امریکی فوجی جرنیل کے حوالے سے کہ یہ اب non-issue ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آتی اگر یہ non-issue ہے تو عدالت میں جا کے یہ وضاحت پیش کیوں نہیں کرتے۔ انہیں ڈر اور خوف کیا ہے۔ اگر یہ non-issue ہے تو بقول سرکاری ذرائع کے تین گھنٹے آرمی چیف کو بلاتے ہیں تو پھر آرمی چیف کو قائل کیوں نہیں کرتے۔ اگر Gen. Jones کے بیان سے اس ملک کے وزیراعظم قائل ہو گئے ہیں تو اس ملک کے آرمی چیف قائل کیوں نہیں ہوتے، اس ملک کے DG(ISI) قائل کیوں نہیں ہوتے۔ تو بجائے سارے نظام کا تماشہ لگانے سے، اس ایوان کو بالکل irrelevant اور بے مقصد کرنے کے میں آپ سے جناب سپیکر توقع کرتا ہوں کہ ہمیں ایک تو یہ بتایا جائے کہ یہ جو آج راولپنڈی، اسلام آباد میں ایک massive میں جلوس تو نہیں کہوں گا، احتجاج ہوا ہے۔ حکومت نے اس کا کس حد تک نوٹس لیا ہے۔ ہمیں یقین دہانی کرائیں کہ کل سے جو اس حکومت کی کابینہ نے فیصلہ کیا تھا کہ domestic consumers پہ لوڈشیڈنگ نہیں مسلط نہیں کی جائے گی، لاگو نہیں ہو گی۔ اس فیصلے پہ کیوں عملدرآمد نہیں ہو رہا ہے۔ تیسرا آپ ابھی وزیراعظم نہیں ہیں۔ وزیراعظم آئیں

گے تو میں آپ سے توسط سے ان سے ضرور سوال کروں گا کہ وہ آخر کس قانون اور کس ضابطے کے مطابق جو ایک سپریم کورٹ میں مسئلہ ہے اس کو ایک non-issue کہہ رہے ہیں اور اسے کہہ رہے ہیں کہ Gen. Jones کے بیان کے بعد یہ مسئلہ ختم ہونا چاہیے بلکہ جناب سپیکر انہوں نے تو ایک اور بڑی مضحکہ خیز بات کی۔انہوں نے کہا ہے کہ Gen. Jones کے بیان سے باوجود اگر ہم نے یہ مسئلہ ختم نہیں کیا تو امریکہ ہم پہ ہنسیں گے۔ یہ اس ملک کے وزیراعظم کا بیان ہے on record ہے۔اب اس کا جواب مجھے نہیں پتہ کہ کیا ہے مگر کم از کم امریکی تو ہنسیں گے یا نہیں ہنسیں گے۔اس ملک کے عوام ہنسیں گے بلکہ روئیں گے کہ آج اس ملک کی جو حکمرانی ہے ،اس ملک کا جو اقتدار ہے وہ ایسے لوگوں کے ہاتھوں میں ہے جو اپنے ملک کے عوام کے معاملات سے بے حس ہیں اور امریکی جرنیلوں اور امریکی عوام کی جو خواہشات ہیں اس پہ زیادہ توجہ دیتے ہیں۔ میری جناب سپیکر یہ گزارش ہوگی کہ متعلقہ وزیر اس پہ وضاحت کریں ۔اگر نہیں تو پھر ہمارے پاس اور کوئی چارہ نہیں۔ادھر بیٹھنا بے مقصد ہے۔جب عوام احتجاج کر رہے ہوں،جب چولہے بالکل ٹھنڈے ہوں۔عام متوسط نہیں غریب خواتین اپنے بچوں کو سکول نہیں بھیج سکتیں، اپنے خاندان کے لئے کھانا نہیں بنا سکتیں۔ یہ راولپنڈی اسلام آباد ہے۔آپ کا دارالخلافہ ہے۔باقی علاقوں میں کیا ہو رہا ہوگا۔اس کے بارے تو وہ علاقے ہی جانتے ہیں یا خدا ہی جانتا ہے۔اس لئے میرا خیال ہے اس پہ ایک واضح طور پر بیان آنا چاہیے اور ایک commitment آنی چاہیے۔بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر: جناب قمرزمان کائرہ صاحب آن پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قمرزمان کائرہ: بہت شکریہ جناب سپیکر۔ جناب سپیکر! میں آج جو Leader of the Opposition نے points اٹھائے ہیں اس پہ تو گورنمنٹ کی طرف سے جواب آئے گا۔ میں اپنی ذاتی ایک وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ یہ بات درست ہے کہ دو تین دن پہلے میری جماعت اور میری قیادت کے بارے میں کچھ سوالات اٹھائے گئے۔ اس پہ میں نے اپنا نقطہ نظر دیا۔مجھے بہت احترام ہے۔ میں یہ بات لفظاً نہیں کہہ رہا۔جس طرح ہم لیڈر آف دی ہاؤس کا احترام کرتے ہیں اسی طرح لیڈر آف دی اپوزیشن کا بھی احترام کرتے ہیں۔ احترام کیا بھی جاتا ہے کرایا بھی جاتا ہے۔میں نے جو باتیں کہی تھیں۔ میری پوری speech اس بات گواہ ہے کہ میں نے کوئی غیر پارلیمانی لفظ استعمال نہیں کیا۔میں نے کسی آفس کی کسی شخص کی تضحیک نہیں کی۔ میرا اپنا نقطہ نظر تھا۔اس کو میں softly بیان کرتا ہوں یا زور سے یہ ہر ممبر کا اپنا حق ہے۔اگر میرے لہجے میں میرے argument میں کوئی غلطی تھی تو میں اس ایوان کو جواب دہ ہوں ۔ میرے خلاف privilege motion دیا جائے اور مجھ سے ضرور پوچھا جائے لیکن اگر بار بار اپنی speech کے اندر ان issues کو touch کیا جائے گا اور ہمارے conduct کو touch کیا جائے گا۔ وہ ایشو جو ختم ہو چکا ہے اس کو چھیڑا جائے گا۔ تو جناب سپیکر ہم یہ گمان تو نہیں کرتے، ہمارا یہ دعوی نہیں ہے کہ ہمیں بہت بولنا آتا ہے لیکن اس ملک کی تاریخ کچھ ہم نے بھی پڑھی ہے اور ان ایوانوں کے اندر ٹھیک ہے مجھ سے سینئر نہ سہی کچھ تجربہ ہمارا ضرور موجود ہے۔ میں بالکل اس جذبے کا احترام کرتا ہوں۔اس دن بھی میں نے کہا تھا کہ لیڈر آف دی اپوزیشن نے جو گفتگو شروع کی ہے، ہم اس کو welcome کرتے ہیں لیکن اگر بار بار اس چیزوں کا اشارتاً قناعتاً نہیں کھل کے کہا جائے گا تو لفظو کے معنی مجھے بھی سمجھ میں آتے ہیں۔ مجھ پہ اگر اعتراض ہے تو میرا نام لے کے بات کی جائے۔ میں اپنی پوری وضاحت کروں گا۔ میرے پاس اگر وضاحت نہ ہوئی تو میں اس ایوان کو جواب دہ ہوں گا لیکن میں پھر بھی گزارش کروں گا کہ اس طرح کی گفتگو سے سینئرز کو احتراز کرنا چاہیے۔اگر میری گفتگو سے ان کو کوئی اعتراض ہوا ہے تو میں اس کے لئے حضور والا اس ایوان کو جواب دہ ہوں۔ میں پھر بھی گزارش کروں گا کہ چیزوں کو ٹھنڈے طریقے سے لیں اور یہ نہیں ہوتا کہ اپوزیشن نے بیٹھ کے اپنی مرضی کے الزامات لگائے جانے ہیں اور اپنی مرضی سے بولے جانا ہے۔ حکومت بیٹھی ہے وزراء بیٹھے ہیں۔ یا آپ کو جواب دیں یا

تقریریں نہ کریں گے لیکن ہمارااس ایوان کے اندر اتنا حق ہے ہم بھی تقریریں کر سکتے ہیں اور جب ہماری جماعت اور قیادت کے اوپر باتیں ہوگی۔ ہمیں جواب دینا ہوگا۔ ہماری اس پہ مجبوری ہے۔ جس طرح آپ کی مجبوری ہے ہماری بھی مجبوری ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے اس پرانی ڈبیٹ میں نہیں جاتے ہیں۔ جو ہو گیا ہے تو میرا خیال میں۔۔۔۔ چوہدری نثار علی خان صاحب۔

چوہدری نثار علی خان: سپیکر صاحب کوئی حقائق بھی سامنے ہونے چاہیے نا۔ میری تقریر بھی ریکارڈ پر ہے اور موصوف کی تقریر بھی ریکارڈ پر ہے۔ اگر میں یہ پوچھوں کہ شمسی ایئر بیس جو آپ نے دیا ایک فوجی ڈکٹیٹر نے دیا۔ اس کا جو ایگریمنٹ ہے اس ایوان کے اندر لایا جائے اور کارروائی کی جائے ایسے لوگوں کے خلاف جنہوں نے اس ملک کی سرزمین غیر ملکی طاقتوں کو دی۔ اگر آپ نہیں دیں گے تو یہ precedent بن جائے گا۔ آگے سے جواب آیا یہ تو سن 1992 میں نواز شریف دور میں UAE کو دی گئی۔ بھئی UAE کو یہ نہیں دی گئی۔ وہ زمین جہاں انہوں نے ایئر پورٹ بنایا وہ ایک اور مسئلہ تھا۔ میں نے بات امریکہ کو لیز کرنے کے حوالے سی کی۔ جواب وہ جیسے کہتے ہیں۔I talk of chalk, they talk of cheese اور پھر کہیں کہ ہم بڑی کارروائی دکھا رہے ہیں۔ میں نے کوئی کسی پر الزام نہیں لگایا۔ میرے پاس تقریباً چالیس کٹنگ تھیں اس وقت نہیں ہیں۔ میں نے کہا کہ آپ کے وزرا ٔ ایک وزیر کا بیان یہ تھا کہ زرداری صاحب بالکل ٹھیک گئے ہیں ان کا صرف چیک اپ ہے۔ میرے دفتر میں ابھی کٹنگ پڑی ہیں۔انہیں کوئی بیماری نہیں ہے وہ صرف اپنے routine چیک اپ کے لیے گئے ہیں۔ ایک کا آیا کہ خدانخواستہ clot آیا ہے۔ ایک کا آیا ان کو پرانی دل کی بیماری ہے اور کافی عرصے سے ہیں اس کا چیک اپ کروانے گئے ہیں۔ پانچ مختلف بیان۔ میں نے کہا کہ یہ اس قوم کو حق ہے اور ساتھ میں نے یہ بھی کہا کہ اللہ تعالیٰ ان کو صحت دے اور اس قوم کو یہ حق ہے کہ وہ اپنے حکمرانوں کی صحت کے بارے میں پتا کریں۔ تو بجائے اس کے کہ آپ میڈیا اور اپوزیشن پر یہ معاملات تھومپیں۔ آپ زرداری صاحب کی اصل بیماری کے بارے میں official bulletin جاری کیا کریں اور اس ایوان کو بتائیں۔ اس میں کونسا جرم ہے۔ یہ کوئی میں نے ان پر الزام لگایا۔ دو تین اور ایشوز تھے وہ خالصتاً قومی امور کے حوالے سے تھے۔ میں نے ایک کوئی ذاتی بات کی ہو۔ اس میں کیا کیا لہر میں یہ کہہ نہیں گئے۔ ہمیں اندازہ ہے۔ ہمیں کوئی دھمکیاں نہ دیں اس ایوان میں بیٹھ کر۔ مگر سیدھی سی بات ہے اگر یہ بحث تر بحث ہو گئی ہو اور پھر جناب سپیکر اس کے بدلے ہمیں نوحے سنائے گئے۔ اپنی قربانیوں کی باتیں کی گئیں۔ بے نظیر بھٹو صاحبہ کی گئیں۔ ذوالفقار علی بھٹو صاحب کی۔ ہم آج کی کارکردگی کی بات کرتے ہیں یہ نوحے اور مرثیے سنانے شروع کر دیتے ہیں۔ ہماری تاریخ ایسی ہے ہم نے یہ کیا۔ ہم بھاگے نہیں۔ میں نے کوئی بھاگنے کے بارے میں کہا تھا۔ یہ علیحدہ بات ہے آپ جتنے بہادر ہیں وہ ہمیں پتا ہے جناب سپیکر۔ خود تو میں نہیں بولا حنیف عباسی صاحب سے کہا کہ یہ بار بار کہتے ہیں کہ ہم بھاگنے والے نہیں ہیں۔ تو 1999 سے لے کر 2007 تک کون بھاگا۔ سن 1981 سے لے سن 1986 سے کون بھاگا۔ 2003 کے آخر اور 2004 کے شروع میں لے کر جیل سے ایک شخص نکلا۔ پہلے تو بڑے اعلان ہوئے میں لاہور میں اپنا سینٹر بناؤں گا۔ میں بلاول ہاؤس بناؤں گا۔ میں یہ کروں گا وہ کروں گا۔ تھوڑا سا اوپر سے اشارہ ہوا تو ایسے بھاگے ہمیں معلوم ہی نہیں تھا کہ وہ صاحب اس ملک میں ہیں یا نہیں ہیں۔ ہمیں کوئی اپنے بہادری کے افسانے نہ سنائیں۔ یہ بار بار کہنا اس میں کسی کے باہر جانے کا تعلق کیا تھا جو انہوں نے یہ کہانی چھیڑ دی۔ کیا یہ میں نے سوال کیا تھا۔ میری گزارش ہے کہ ہم سب گنہگار ہیں۔ ہم سب کمزور ہیں۔ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات طاقتور ہوتی ہے جناب سپیکر۔ یہ ہمیں بہادری اور طاقت کے قصے نہ سنائیں۔ ہاں آپ ہم سے زیادہ طاقتور ہیں آپ کا کردار جمہوریت کے لیے زیادہ ہے۔ مگر بار بار پھر اسٹیبلیشمنٹ کی باتیں شروع ہو گئیں۔ وہ بھی حنیف عباسی صاحب

نے کہا ہمیں پتا ہے کہ لونگ مارچ سن 1993 میں اول تو غلام اسحاق خان وہی غلام اسحاق خان جس کے خلاف اس ایوان میں کھڑے ہو کر کیا کچھ نہیں کہا گیا۔ ایک گالی کے علاوہ باقی کوئی گنجائش نہیں چھوڑی گئی۔ اسی غلام اسحاق خان سے چند مہینے بعد او تھ لیا گیا۔ جناب سپیکر ہمیں یاد ہے سن 1993 میں میاں نواز شریف حکومت کے خلاف لانگ مارچ کس کے کہنے پر کیا گیا اور پھر کونسے فوجی ہیلی کاپٹر پر لانگ مارچ کال آف کر کے واپس اسلام آباد بلایا گیا۔ اور پھر وہ لمبی کہانی ہو جائے گی ۔ این آر او ایک بدنما داغ ہے جناب سپیکر۔ میاں نواز شریف اگر باہر گئے ہو بہو جس طرح ذوالفقار علی بھٹو کے لیے یاسر عرفات صاحب اس وقت کرنل قذافی صاحب اس وقت شاید شاہ فیصل صاحب بھی حیات تھے۔ ان قدآور شخصیات نے کوشش کی جنرل ضیاء الحق سے کہ آپ انہیں چھوڑ دیں انہیں exile کر دیں۔ جنرل ضیاء الحق نہیں مانے اسی حوالے سے سعودی عرب کے بادشاہ نے کوشش کی۔ میاں نواز شریف چلے گئے۔ ظاہر ہے اس بحث میں میں نہیں پڑنا چاہتا کہ کس حد تک مرضی تھی یا کس حد تک مرضی نہیں تھی۔ مگر کوئی پروانہ لکھ کر نہیں دے کر گئے۔ جناب سپیکر ! جن لوگوں نے چارٹر آف ڈیموکریسی سائن کرنے کے بعد اتنی بڑی سودے بازی کی اور اس کو صدر قبول کیا۔ اس کے ساتھ مل کر کام کرنے کا فیصلہ کیا اور اس کے بدلے اپنے تمام کرپشن کیسز۔ کہتے ہیں آج تک ہمارے خلاف کسی کیس کا فیصلہ نہیں ہوا۔ جناب سپیکر ! وہ جو سویٹزر لینڈ میں جو جج تھا جس نے چھ مہینے کی سزادی تھی وہ ہندوستان سے تھا۔ وہ جج نہیں تھا۔ میرے کہنے کا مطلب ہے ان کہانیوں میں کیوں پڑتے ہیں۔ آپ میری تقریر کا ریکارڈ نکالیں۔ کیا ان میں کسی میں بھی اس کا ذکر ہے۔ آج پھر کھڑے ہو گئے اور بات گیس ہو رہی جواب ادھر سے آنا چاہیے تھا۔ پھر کہانیاں شروع ہو گئیں کہ یہ نہ کہا جائے وہ نہ کہا جائے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ قومی معاملات میں مجھے حق ہے بلکہ اس تمام ایوان کو ایشوز قوم کے سامنے لانے کا۔ اس حکومت کی جو بے حسی ہے اس حکومت کی جو نااہلی ہے ۔ اس حکومت کی جو کرپشن ہے میں نے اس کا حلف اٹھایا ہوا ہے ہر ممبر کے حلف میں شامل ہے کہ ہم نے اس ملک کا اس کے آئین کا اس کے قانون کا تحفظ کرنا ہے۔ جب میں وہ مسئلہ اٹھاتا ہوں تو کیوں کسی کو ناگوار گزرتا ہے۔ کیوں کسی کو تکلیف ہوتی ہے۔ کیوں کسی کا پارا چڑھ جاتا ہے۔ جب پارا چڑھے گا تو اس کا بڑا آسان طریقہ ہے۔ اس کا طریقہ ہے کہ آپ میری بات کو غلط ثابت کریں۔ آپ کہیں کہ یہ نہیں یہ درست نہیں یہ درست ہے۔ اور اگر میں بات صحیح کر رہا ہوں آپ کو صرف اتنا کہنا ہے کہ ہمیں احساس ہے کہ یہ غلطی ہے خامی ہے ہم اسے درست کر دیں گے۔ یہ طریقہ ہے۔ یہ طریقہ نہیں ہے کہ یہاں تقریر در تقاریر ہوں۔ آپ کو پورا حق ہے سیاسی معاملات پر بھی بات کرنے کا۔ مگر جو بات میں نے چھیڑی نہ ہو ہمارے ممبران نے بات چھیڑی ہی نہ ہو اس پر آپ لمبی تاریخی باتیں شروع کر دیں اور حقائق کے منافی باتیں شروع کر دیں۔ تو جناب سپیکر ! اس ایوان کا ماحول گندہ ہو گا۔ میں نے پہلے بھی گزارش کی میں نے اپنی تقریر میں کہا تھا کہ ہم اس ایوان کو باہر جتنی بھی تلخی ہو۔ حکومت سے جتنی بھی تلخی ہو مگر ہم اس ایوان کی کارروائی کو بہتر انداز سے چلانا چاہتے ہیں ۔ ایک پیغام باہر اچھا جانا چاہیے ۔ آج پورا کم از کم پنڈی تقریباً jammed ہے جناب سپیکر ! اور دوپہر سے jammed ہے ۔ تو کیا یہ حق نہیں بنتا تھا کہ ایوان میں کھڑے ہو کر متعلقہ وزیر گیس کے بارے میں وضاحت کرتے ۔ یہ بھی وضاحت کرتے کہ کابینہ میں' ہم نے اس دن بھی مسئلہ اٹھایا تھا۔ اس دن بھی جواب آیا تھا کہتے ہیں کہ یہ درست ہے کہ کابینہ میں یہ فیصلہ ہوا۔ مگر یہ وجوہات ہیں جن کی وجہ سے یہ کمی بیشی آ رہی ہے ۔ ایک دن میں دو دن میں آڑھائی دن میں ڈیڑھ دن میں کمی دور ہو جائے گی ۔ یہ کیوں طریقہ نہیں اپنایا جا سکتا ۔ اگر نہیں اپنایا جا سکتا تو پھر مجھے حق ہے ہمارے ممبران کو حق ہے کھڑے ہو کر اس پر احتجاج کرنے کا ۔ اس پر کہا جاتا ہے یہ بات کیوں کہی گئی وہ بات کیوں کہی گئی ۔ جناب سپیکر ! اس دن آپ موجود نہیں تھے ۔ میں نے سپیکر صاحبہ کو بھی کہا تھا اور آپ کے سامنے بھی کہتا ہوں کہ گھمبیر ماحول میں ایک مایوسی کے ماحول میں انتہائی تشویش ناک ماحول

میں۔ ملک میں مسائل ہی مسائل ہیں یہ پارلیمنٹ وہ واحد مرکز ہے جس سے کچھ امید کی توقع کی جاسکتی ہے۔ حکومت بے حس ہے ان کے وزراء جن کی سب سے بڑی ذمہ داری ہے اس ایوان کو متحرک کرنے ان کو دلچسپی ہی نہیں ہے۔ اس میں سپیکر صاحبہ اور آپ کی کرسی اور آپ کا عہدہ ایک ایسا عہدہ ہے۔ عہدہ بھی ہے اور ساتھ ہی ساتھ across the boardآپ دونوں شخصیات کا احترام ہے۔ آپ بالخصوص توجہ بھی دیتے ہیں۔ میں نے آپ کی طرف سے کئیserious notices حکومتی اور بالخصوص منسٹرز کی نااہلیوں کی وجہ سے یہاں سوالات کے جوابات نہ دینے کے حوالے سے میں جو آپ کے طرف سے کئی serious noticesاس سے پہلے میں نے مجھے یاد نہیں ہے کہ کسی سپیکر نے یا کسی ڈپٹی سپیکر نے یہ فیصلہ کیا ہو۔ ہم اس کا احترام کرتے ہیں۔ ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ اس ملک کے مسائل اس ایوان میںdiscuss ہوں۔ اس حکومت کو طاقت ملے تو آرمی چیف کی میٹنگ سے نہ ملے۔ ڈی جی آئی ایس آئی کے کسی بیان سے نہ ملے۔ امریکہ کے کسی ریٹائرڈ جرنل یا کسی Secretary of State کے بیان سے امریکہ کو طاقت نہ ملے۔ اس ایوان سے طاقت ملے اور جب میں ہر اپنی تقریر جب بھی مشکل وقت آتا ہے۔ میں اور میری قیادت بار بار ذکر کرتی ہے۔ ہماری آپ سے جو جھگڑا ہو جو تلخی ہو۔ مگر ہم آغاز اس بات سے کرتے ہیں۔ اختتام اس بات کرتے ہیں کہ ہماری آپس میں تلخی ہو گی۔ جھگڑے ہوں گے۔ اختلاف ہوں گے جواب در جواب ہوں گے۔ مگر ہم آپ کو لکھ کر دیتے ہیں۔ اس ملک کے عوام کو لکھ کر دیتے ہیں کہ جب بھی کوئی غیر جمہوری طاقت غیر آئینی طاقت کسی حوالے سے نظام کے لیے خطرہ ہو گی۔ ہم انشاء اللہ ایک ہوں گے۔ ہم کسی غیر جمہوری طاقت کو کوئی غیر جمہوری طاقت اس میں جناب سپیکر! آپ پیچھے ہیں۔ جب آپ کو خواہش ہوتی ہے پھر آپ ان کے خلاف بھی لگ پڑتے ہیں۔ مگر دبےّ لفظوں میں۔ نام لیے بغیر جب آپ کو خواہش ہوتی ہے تو یا جب آپ کو ڈر اور خوف ہوتا ہے تو۔ جب نہیں ہوتا تو لگتا ہے کہ آپ یکجا دو قالب ہیں۔ یہاں میں نے کتنی دفعہ میں نے مسئلہ اٹھایا۔ آپ کے کان میں تو جوں تک نہیں آئی۔ مگر میں اس کہانی کو لمبا کیے بغیر اصل مسئلے کی طرف آتا ہوں جناب سپیکر! میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ گیس کے حوالے سے اس ایوان کو ابھیbrief کیا جائے۔ informکیا جائے اور بتایا جائے کہ یہ کب معاملات بہتر ہوں گے درست ہوں گے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر: سید خورشید شاہ صاحب کو بات کر لینے دیں۔ میں آپ کو بھی بات کرنے کا موقعہ دوں گا۔ Let Syed Khursheed Shah talk, then I will give to you.جی سید خورشید احمد شاہ صاحب۔

سید خورشید احمد شاہ: شکریہ جناب چیئرپرسن! اس میں کوئی شک نہیں کہ اپوزیشن کو پورا حق ہے کہ جو بھی issues ہیں۔ اس کو پارلیمنٹ میں لے آئے اور یقیناً پارلیمنٹ جو ہے وہی ایک بہتر forum ہے۔ جہاںdiscussion ہو سکتی ہے اور اپوزیشن کو یہ بھی حق ہے کہ سخت سے سخت بات بھی اگر کرتے ہیں تو ہمیں حکومت کو سن کر ان کا جواب بھی دینا چاہیے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے۔discussion ہوتی ہیں۔discussionاگر یہاں نہیں ہو گی تو کہیں باہر تو نہیں ہو گی۔ مگر حقائق پر مبنیdiscussions ہونی چاہیے۔ یہ ہمارا ملک ہے اور یہ پارلیمنٹ ہماری ہے اور یقیناً ہم اس ملک کے عوام کے آگے جوابدہ ہیں۔ اس ملک کی پارلیمنٹ کے آگے حکومت جوابدہ ہے اور عوام کو حق پہنچتا ہے کہ وہ سوال کرے مشکلات کا بیان کرے اور ہم اس کا جواب دیں۔ کوئی بھی حکومت جمہوری حکومت جن کو عوام کے پاس واپس جانا ہے۔ ووٹ کے لیے جانا ہے اپنے آنے والے الیکشن میں اپنی الیکشن کی جیت کے لیے جانا ہے۔ وہ کبھی بھی سیاسی جماعت وہ سیاسی حکومت ایسے مسائل پیدا نہیں کرے گی کہ جس سے عوام کو تکلیف پیدا ہو۔ یقیناً اپوزیشن دو مرتبہ حکومت میں رہی ہے۔ ہم بھی تیسری مرتبہ حکومت میں ہیں۔ یقیناً اس وقت اپوزیشن بھی پنجاب میں ان کی حکومت ہے۔ نہیں جو ہمارا tenureہے وہ تیسری مرتبہ ہے اور شہید بھٹو کا وہ دو مرتبہ ہے اور پھر پانچ مرتبہ ہو جاتے ہیں۔ تو آپ بھی حکومت میں ہیں کہ آپ

کبھی بھی نہیں چاہیں گے کہ پنجاب میں جو مسائل اور ایشوز ہیں وہ اڑتے رہیں اور آپ آنکھیں پھیر کر بیٹھ جائیں۔ نہیں کبھی نہیں۔ possible ہی نہیں ہے تو یہ کیسے possible ہے کہ گیس کا ایشو ہو جہاں لوگ سڑکوں پر ہوں اور لوگ احتجاج کرتے پھریں اور حکومت اس پر توجہ نہ دیں۔ یہاں پر یہ توجہ ہے تب تو کھڑا ہوں میں۔

Mr. Acting Speaker: No cross talk please.

سید خورشید احمد شاہ: آج سے تین چار دن پہلے میرے آنریبل ممبر نے یہاں بات کی اور میں نے متعلقہ جو افیسر ز تھے ان سے بات کی اور ان لوگوں نے بتایا کہ جی مسئلہ ہے سی این جی کی وجہ سے یہ ایشو آ رہا ہے کہ اسلام آباد ہائی کورٹ نے سی این جی ایز کو stay دے دیا ہے اور سی این جی سٹیشن اسلام آباد اور راولپنڈی میں پانچ سو سی این جی ایز ہیں اور دو سو گیارہ ملین کا flow دیا گیا اور سی این جی کے پاس ان سٹیشنز کے پاس جو equipment ہیں وہ اتنے strong ہیں کہ وہ ان کی جو efficiency ہے وہ بڑھ جاتی ہے تو میں نے کہا کہ کچھ بھی ہے اس flow کو بڑھائیں۔ پھر ان لوگوں نے 264 وہ flow رکھ دیا جیسے ہی وہ flow آیا ہے پھر سی این جی ایز نے اور اس کے efficiency develop ہو گئی۔ یہاں پر ان کو کم مل رہا ہے اور پھر آج ان لوگوں نے 267 million کا flow کیا ہے۔ اس کے بعد بھی آج یہ حال ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ تین فیصد تین ملین پھر ہم آج اور بڑھاتے ہیں۔ مگر جب تک یہ سی این جی ایز پانچ سو سی این جی ایز کو اپنا کوٹہ یہ لیتے رہیں گے یہ تب تک یہ مسئلہ ختم نہیں ہو گا۔ پرسوں اسلام آباد ہائی کورٹ میں یہ جو آج کی لڑائی ہے دو دن پہلے کی لڑائی ہے یا جو بھی ایشوز ہیں جو ہماری figures ہیں وہ لیکر ہم جانا چاہتے ہیں۔ کہ یہ problem ہے عوام سڑکوں پر ہیں۔ غریب لوگ جل رہے ہیں۔ ان کی لکڑیاں اتنی مہنگی ہیں اور اس سے آگ لگنے کا بھی خطرہ ہے۔ وہ کیوں کہ سسٹم آج سے پچیس تیس سال پہلے کا نہیں ہے کہ گھر کے جو سسٹم تھا وہ اس حساب سے بنا ہوا ہوتا۔ اس وجہ سے اب ہر چیز نئے سسٹم کے ساتھ گیس کے سسٹم کے ساتھ بنی ہوئی ہے۔ اس لیے کوئی problem بھی آ سکتی ہے تو یہ پرسوں ہائی کورٹ میں ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ یقین ہے کہ جب یہ سسٹم ہائی کورٹ کا stay ختم ہو گا تو automatic یہ flow بہتر ہو جائے گا اور صحیح ہو گا یہ flow ختم نہیں ہو گا۔ باقی اگر کسی کو اور بھی سیاست کرنی ہے آگ لگانی ہے اپنی پراپرٹی کو جلانا ہے۔ لوگوں کی گاڑیوں کا جلانا ہے وہ ایک الگ بات ہے اس کو نہ حکومت کچھ کر سکتی ہے نہ ہی ہم کچھ کر سکتے ہیں۔ یہ چیز اپنی جگہ پر ہے کہ ہمیں غریب آدمیوں کی مال اور جان کی حفاظت کرنا ہمارا فرض ہے اور ہم سب کا فرض ہے secondly سیاسی باتیں آپ نے کی ہیں۔ لیڈر آف دی اپوزیشن نے کی ہیں۔ آرمی کے چیف کی بات کی ہے کہ ہم بیٹھ گئے تین گھنٹے ان کے ساتھ۔ جناب ہم ایک چیز بتانا چاہتے ہیں کہ آرمی وہ ادارہ ہے ہمیں اس کیلئے respect ہے۔ پاکستان کے ہر ادارے کا ہمیں احترام ہے۔ مگر ہر ادارے کا Head ہو یا کوئی پرائم منسٹر کو جوابدہ بھی ہوتا ہے۔ یہ بات کرنا کہ تین گھنٹے آرمی چیف بیٹھ گیا ادھر اور پرائم منسٹر اس سے کیا باتیں کرتے رہے ہیں۔ اب آپ کو اس کا علم ہو سکتا ہے کہ کیا باتیں پرائم منسٹر اور آرمی چیف کی ہوئی ہیں۔ اگر آپ علم ہے تو ذرا ہمیں بتادیں تو آپ کی مہربانی ہو گی۔ اگر اتنی secrecy کا آپ کو علم ہے۔ دوسری میمو میں نے نہیں اسی ایوان کے ممبر صاحبان نے آپ کے پارٹی کے ممبر نے بھی کہا کہ میمو ایک کاغذ کا ٹکڑا ہے کیوں اس کو ایشو بناتے ہو۔ ایک non-issue کو ایشو بناتے ہو اور یقیناً مسٹر سپیکر! آنریبل اپنا لیڈر آف دی اپوزیشن ایک بڑے ذہین آدمی ہیں۔ یہ ایک جب Mr. John جو ہے American General وہ بھی امریکن ہے۔ منصور اعجاز بھی امریکن ہے۔ ایک امریکن اچھا ہے۔ ایک امریکن برا ہے۔ ایک امریکن ایک بات پر سچ بولتا ہے۔ دوسری بات پر جھوٹ بولتا ہے یا تو وہ بھی سچ ہے تو وہ بھی سچ ہے۔ یا تو وہ بھی جھوٹ ہے تو وہ بھی جھوٹ ہے۔ یا ایک امریکن جھوٹا ہے تو دوسرا بھی جھوٹا ہے اور دوسرا بھی جھوٹا ہے تو تیسرا بھی جھوٹا ہے۔ ہم اپنی قوم کی عزت کو اس

طریقے سے کیوں روند رہے ہیں۔ ہم پاکستان کی اس باغیرت عوام کو کیوں غیر ملکیوں کے لکھے ہوئے ٹکڑوں پر لڑ رہے ہیں۔ ہم کیوں، میں یقیناً کہوں گا مسٹر سپیکر کہ یہ نان ایشو پر ہمیں پھنسایا جارہاہے۔ دنیا پریشان ہے کہ پاکستان نے اپنا ایک رخ تبدیل کیا ہے۔ پاکستان کی قوم نے اپنی غیرت کا سودا اب کرنے کا جو ماضی میں ہم سے چھینا جاتا تھا۔ کبھی stone age میں پہچانے کی ہمیں دھمکیاں دی جاتی تھیں۔ اگر آج یہ قوم کھڑی ہو گئی ہے تو ہمیں اٹھارہ کروڑ عوام کو کھڑا ہونا چاہیے۔ جیسے آپ خود کہتے ہیں کہ ایسے ایشوز پر قوم ایک نظر آئے۔ تو یہ petty issues میں petty issues کہتا ہوں ان ایشوز نے ہمیں کہاں سے کہاں تک پہنچایا ہے۔ مجھے تو آج ایک ایسی چیز بھی نظر آئی کہ ایک کینڈین شخص نے خط لکھا ہے۔ جس نے کہا کہ میرے پاکستان میں کچھ بھائی فوج میں ہیں ان کی جان اور مال کو خطرہ ہے۔ اور اس خط کو بھی لے لیا گیا ہے۔ جناب میں تنقید نہیں کر رہا۔ جو پاکستانی نہیں ہے آج پاکستان کی قوم اور پاکستان کی عدلیہ کا مذاق اڑا رہے ہیں۔ ٹکڑے ٹکڑے پھینک کر ہمیں آپس میں میڈیا اور سیاستدان کو بٹھا دیتے ہیں اور لڑ پڑتے ہیں اور یہاں پر ہم آکر ایک دوسرے کی داڑھیوں میں ہاتھ ڈال کر ایک دوسرے کو بے عزت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کیوں ہم ماضی سے سبق نہیں سیکھتے۔ کیوں ہم بھلا دیتے ہیں اپنے ماضی کا وہ وقت۔ جس میں ہم نے ایک دوسرے کی عزتوں کو اچھال کر دس بار سال ہم نے دربدری کی زندگی گزاری۔ کتنی ہم نے لاشیں اٹھائیں۔ کتنے لوگ مر گئے۔ اس دس سال کے عرصے میں کتنے بچے نوجوان political workers شہید ہوئے۔ کس نے شہید کیے کیوں کر شہید کیے۔ اگر ہم ایک دوسرے کی عزت واحترام کرتے اس وقت تو کبھی کسی کو طاقت نہیں ملتی کہ ہماری طرف آنکھ اٹھا کر دیکھتا۔ میں شکریہ ادا کرتا ہوں کہ وہ کہتے ہیں کہ کسی کو کوئی طاقت نہیں کہ جمہوری نظام کے خلاف سازش کر سکے۔ اگر کوئی غیر قانونی اور غیر آئینی قدم اٹھائے گا تو اپوزیشن اس کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح کھڑی ہو جائے گی۔ میں شکریہ ادا کرتا ہوں لیکن اس کے ساتھ تسلسل میں اور چیزیں بھی ایسی ہونی چاہیے کہ کسی کو یہ موقع نہ ملے کہ اس سسٹم کو لپیٹنے کی کوشش کرے۔ ہم جو کچھ بھی ہیں۔ آج میں کھڑا ہو کر جوابدہ کیوں ہیں۔ تنقید جب حکومت پر ہوتی ہے کہ ایک ایم این اے کھڑا ہوتا ہے اور بات کرتا ہے تو دوسرا منسٹر کھڑا ہو کر جوابدہ ہو جاتا ہے۔ اور کوشش کرتا ہے کہ ان اداروں سے پوچھے کہ کیا مسئلہ ہے اس ملک میں۔ لیکن جب democracy کی جگہ dictators آتے ہیں تو کسی کو جرآت نہیں ہوتی۔ کہ ان سے کوئی سوال پوچھ سکے۔ ان سے یہ کہہ سکے کہ ہمیں اجازت دو کہ ہمیں یہ مسئلہ ہے جو ہم آپ کے سامنے پیش کر سکے۔ مسئلہ پیش کرنے کے لیے اجازت مانگنے کے لیے بھی ہم پریشان ہوتے تھے۔ ہمیں یہ اجازت بھی نہیں ہوتی تھی کہ اپنے رہبروں اور لیڈروں کو receive کر سکیں۔ کسی کو یہ اجازت نہیں ہوتی تھی کہ کوئی اپنے سیاستدان جو جمہوری سیاست کے رہبر تھے ان کی خیریت دریافت کرنے کے لیے باہر جا سکے۔ ان کے لیے راستے بند کیے جاتے تھے۔ آج کم سے کم اتنا تو ہے۔ بالکل یہ صحیح ہے کہ بری سے بری جمہوریت لاکھوں مرتبہ آمریت سے بہتر ہوتی ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ آپ غلط کہتے ہیں۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمیں جن ایشوز پر پھنسایا جارہاہے جن ایشوز کی باتیں کی جارہی ہیں میں لیڈر آف دی اپوزیشن سے کہوں گا کہ آپ بہت بڑی سیاست دیکھ چکے ہیں۔ ماضی میں ایسے قصے آئے ہیں اور ایسے قصے پیدا کیے گئے ہیں ایسے ایشوز لائے گئے اور ججز کو استعمال کیا گیا اور سیاستدان جذباتی ہوئے۔ یقیناً سجاد علی شاہ کا جو رول تھا اس وقت ہمارے ساتھ اور جب وہ ہمیں کھا گیا تو اس کا رول پھر آپ کے ساتھ یہی تھا۔ اور آپ نے real reaction دیکھایا۔ ہم میں صبر کا مادہ زیادہ ہے اس لیے reaction نہیں دکھایا۔ آپ نے real reaction دیکھایا اس آدمی کے خلاف جو ایک جمہوری حکومت کو سازش کے تحت کھا گیا۔ اور یہ ایشوز پیدا کیے جاتے ہیں کہ کسی کی بساط کو لپیٹنے کے لیے ایسے حالات پیدا کیے جائیں کہ معصوم شہریوں کو بتایا جائے کہ یہ نااہل لوگ تھے نالائق لوگ تھے یہ سنبھل نہیں سکے ان کو موقع بھی دیا اور

دس سال کے لیے یہ لوگ آ جاتے ہیں جو بیڑہ غرق کر کے چلے جاتے ہیں۔ اور ان سے پھر کوئی نہیں پوچھتا اور پھر ہم روتے ہیں۔ سانپ نکل جاتا ہے اور لکیر پر لاٹھیاں مارتے پھرتے ہیں۔ اب بھی میں وہی حالات دیکھ رہا ہوں کہ ایسے حالات پیدا کیے جا رہے ہیں کہ ادارے سیاستدان آپس میں ایسے گریبانوں میں ہاتھ ہیں جیسے ہم دشمن ہیں۔ مگر ایک political worker کی حیثیت سے میری بات شاید آج اپوزیشن کے بھائیوں کو دوستوں کو سمجھ میں نہ آئے۔ مگر اس سے پہلے بھی ہم اس جگہ پر جہاں پر شیر پاؤ صاحب کے ساتھ ہماری آنریبل ممبر بیٹھی تھیں۔ یہاں لیڈر آف دی اپوزیشن محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ بیٹھتی تھیں۔ اس کے ساتھ جہاں شیر پاؤ صاحب بیٹھے ہیں وہاں میں بیٹھتا تھا۔ یہ ریکارڈ کی بات ہے آپ آج کھول کر دیکھ لیں 1998 اکتوبر میں جہاں پر میں نے کہا تھا میاں صاحب کو کہ میاں صاحب ہم اتنے دست و گریباں نہ ہوں کہ کل جب ہم ایک دوسرے کے ساتھ ملیں تو شرم سے ہماری آنکھیں نیچے نہ ہوں اور وہ وقت آیا۔ جب ہم آپس میں ملے اور ملنا ہماری مجبوری ہوئی اور یقین سے کہتا ہوں کہ اگر ہم اس وقت نہیں ملتے ہم ایک ساتھ نہیں ہوتے۔ سیاسی جماعتیں ایک پلیٹ فارم پر نہیں آتیں تو کبھی بھی ہم ڈکٹیٹر کو یہاں سے فارغ نہ کرتے۔ یہ کریڈٹ اس ملک کے سیاستدانوں کو جاتا ہے اس ملک کے عوام کو جاتا ہے کہ ان لوگوں نے یہ فیصلہ کیا۔ آج میں ایک مرتبہ پھر گزارش کرتا ہوں کہ تلخ سے تلخ بات کی جائے مگر احترام کی حدود میں رہ کر۔ احترام کی حدود سے اگر ہم باہر نکلیں گے تو خدارا ہمیں روشنی میں بھی راستہ نہیں ملے گا۔ اندھیرا تو کجا روشنی میں بھی راستہ نہیں ملے گا۔ میں اپنے آنریبل ممبر قمر زماں قائرہ سے بھی اپیل کروں گا کہ جو بات ہو گئی وہ ہو گئی۔ اب ہمیں آگے بڑھنا چاہیے یہ تو فیصلہ قوم کرے گی۔ یہ فیصلہ ہم قوم پر چھوڑتے ہیں کیوں ہم آپس میں دست و گریباں ہوتے ہیں۔ کیوں ہم کسی کو موقع دیتے ہیں۔ سینیئر کے طور پر میں ان سے اپیل کرتا ہوں کہ ان باتوں کو چھوڑ کر ہم آگے بڑھیں ایک دوسرے کا احترام کریں ایک دوسرے کی عزت کریں۔ یہ میری اپیل ہے آگے جو فیصلہ آپ کا۔

جناب قائم مقام سپیکر : چوہدری نثار علی خان لیڈر آف دی اپوزیشن۔

چوہدری نثار علی خان : میں سیاسی بحث میں جواب نہیں دیتا۔ میں صرف گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جو مسئلہ ہے گیس کا اس کے بارے میں دو نکات جناب شاہ صاحب نے ایوان کے سامنے رکھے ہیں۔ ایک تو انہوں نے کہا ہے کہ ہائی کورٹ نے سٹے دیا ہے اور اس کمی کو پورا کرنے کے لیے ہم زیادہ گیس پنڈی اسلام آباد میں دے رہے ہیں ہم نے کم از کم directions دی ہیں۔ میرا یہ خیال ہے کہ ان directions پر عمل نہیں ہو رہا۔ شاہ صاحب ایک تو یہ چیک کر لیں۔ دوسری میری ان سے یہ گزارش ہے کہ اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ آج پاکستان اور پنڈی اسلام آباد کی گلی کوچوں میں لوگ بات کرتے ہیں کہ اگر گیس کی کمی ہے تو کیا وجہ ہے کہ پریذیڈنٹ ہاؤس میں کبھی گیس کی لوڈ شیڈنگ نہیں ہوتی، پرائم منسٹر ہاؤس میں نہیں ہوتی، فیڈرل لاجز میں نہیں ہوتی۔ وزراء کی residence پر نہیں ہوتی۔ صرف ادھر نہیں اسلام آباد کے پوش علاقوں میں نہیں ہوتی۔ راولپنڈی کے پوش علاقوں میں نہیں ہوتی۔ وہ ایک علاقہ ہے جس کو Generals' Colony کہتے ہیں وہاں پر نہیں ہوتی۔ بہت بڑا علاقہ ہے ڈی ایچ اے کا اور بحریہ کا وہاں پر نہیں ہوتی۔ ہم مانتے ہیں کہ اگر کسی چیز کی کمی ہے تو اس کو سب پر لاگو ہونا چاہیے اور اگر ایک روٹی جس کو ہم نے تقسیم کرنی ہے تو اوپر سے لے کر نیچے تک سب کو اپنا حصہ ملنا چاہیے۔ یہ نہیں ہے کہ چند اشرافیہ ہیں میں صرف سیاسی حوالے سے بات نہیں کر رہا میں پوش علاقوں کی بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر ! میں گزارش کرتا ہوں کہ شاہ صاحب یہ cross check کر لیں کہ اگر پوش علاقوں میں ہو رہی ہے تو بہت ہی کم جو متوسط ہیں یا بیچاری working families ہیں جو سفید پوش ہیں۔ جن کی ساری دن گیس کی کھپت صرف ایک چولہا ہے۔ وہ بند

ہے۔ تو یہ میری گزارش ہے کہ اس کی تو تحقیق کریں۔ اول تو زیادہ گیس آنی چاہیے میرے خیال میں وہ نہیں آ ئی میں غلط ہو سکتا ہوں مگر مزید چیک کریں۔ اور نمبر 2 اگر کمی ہے تو وہ پورے پنڈی اسلام آباد اور پورے پاکستان میں تقسیم ہونی چاہیے اس میں pick and choose نہیں ہونا چاہیے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر: خورشید شاہ صاحب۔

سید خورشید احمد شاہ: یہ جواب در جواب نہیں ہے کیونکہ لیڈر آف دی اپوزیشن نے کہا کہ میں معلوم کر لوں اور میں نے معلوم کیا۔ اور جیسے میں بتایا کہ پریشر 211 ملین فلو کا دیا گیا اس سے پھر بہتر نہیں ہوا اور پھر جیسے ہی مجھے ایم این اے فرام پنڈی نے کہا کہ یہ آ رہا ہے تو پھر immediately 264 ملین کا فلو دیا گیا اور آج 267 کا فلو دیا گیا۔ اس کی reason یہ ہے کہ اس وجہ سے ان علاقوں میں زیادہ ہو رہی ہے کہ جہاں جہاں سی این جی سٹیشن زیادہ ہیں اسلام آباد یا پنڈی میں۔ وہ پریشر سارا وہ suck کر جاتے ہیں۔ لیڈر آف اپوزیشن بھی پٹرولیم کے منسٹر رہے ہیں یہ بھی چیک کر لیں۔ کہ جہاں پر یہ سی این جی سٹیشن کم ہیں وہاں پر پریشر پھر بھی بہتر ہے۔ آج ہماری منسٹر کالونی میں، یہاں سے ایک ممبر اٹھ کر ابھی مہربانی کر کے دیکھ لیں۔ کہ آج شکایت ہو رہی تھی کہ چائے کے لیے میں نے کہا کہ چائے جلدی بنائیں تو انہوں نے کہا کہ گیس بہت کم ہے اور تھوڑا ٹائم لگے گا۔

Mr.Acting Speaker: No cross talk please.

سید خورشید احمد شاہ: خدا کے واسطے، اللہ کے واسطے جائیں۔ کچھ تو کریں چل کر دیکھ تو لیں۔ عباسی بڑی مشکل سے ہماری بات مانتے ہیں۔ جو چوہدری صاحب کہہ رہے ہیں کہ پوش علاقوں میں، اگر وہاں پر سی این جی سٹیشن نہیں ہیں تو واقعی ہی وہاں پر فلو ٹھیک ہو رہا ہے۔ جہاں جہاں سی این جی سٹیشن ہیں یہ ساری تفصیل میں لے کر آیا ہوں ان سے ڈسکس کر کے آیا ہوں۔ اور وہ کہتے ہیں کہ رات تک ہم کچھ اور بڑھا دیتے ہیں۔ ابھی رات کے ٹائم پر یہ فلو صحیح ہو جاتا ہے۔ اگر یہ میر بات پر یقین کرتے ہیں اور یہ کل بتائیں۔ رات کو یہ فلو چھ سات آٹھ بجے کے بعد جیسے ہی گاڑیوں کا فلو سی این جی سٹیشن سے کم ہوتا ہے تو گیس آ جاتی ہے۔ گیارہ بجے کے بعد بات ہوئی کہ جب سی این جی ختم ہو جاتی ہے۔ یہ پرسوں تک ہائی کوٹ میں ہے اور ہائی کوٹ کا سٹے ختم ہو جائے گا اور یہ پانچ سو سی این جی کا آ جائے گا تو انشااللہ تعالیٰ یہ بہتر ہو جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چوہدری نثار علی خان۔

چوہدری نثار علی خان (لیڈر آف دا اپوزیشن): جناب سپیکر میں معذرت چاہتا ہوں اس بحث کو کسی منطقی انجام تک جانا چاہیے۔ میں آپ کا مشکور ہوں مگر اس حوالے سے میرا آخری سوال ہے کہ بقول میرے معزز دوست کے اسلام آباد ہائی کورٹ میں سٹے دیا گیا ہے for CNG Stations. ایسا کوئی سٹے پنجاب ہائی کورٹ نے تو نہیں دیا۔ اس لیے یہ اسلام آباد ہائی کورٹ نے سٹے دیا ہے تو یہ لاگو ہوگا اسلام آباد کے علاقے میں۔ تو اس لیے یہ وضاحت تھوڑی سی کر دیں تو میں مشکور ہوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب یا تو اس کو proper probe کر لیں یا adjournment motion لے لیں۔ خورشید شاہ صاحب۔

سید خورشید احمد شاہ: یہاں پر ہمارے ایک آنریبل ممبر بیٹھے ہوئے ہیں زاہد حامد صاحب۔ وہ اس کو clear کر سکتے ہیں کہ اگر کوئی ایک ہائی کورٹ کسی کو سٹے دے دے کسی ایریا پر تو وہ کہاں تک لاگو ہوتا ہے اور کہاں تک نہیں ہوتا۔

جناب قائم مقام سپیکر : اگر وہ اسلام آباد ہائی کورٹ دے گی تو .It should be....One second please ۔ حنیف عباسی صاحب۔

جناب محمد حنیف عباسی : فیڈرل منسٹر صاحب اتنی معلومات نہیں کر سکے کہ وہ سی این جی کا سٹے کونسے شہر کے لیے ہے تو ہمیں گیس کہاں سے ملے گی۔ میں حلفاً اللہ کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہوں کہ یہ گیس ہمیں کبھی نہیں ملے گی۔ یہ بالکل غلط ہے صرف 102 سی این جی سٹیشن کے لیے ہے۔ اگر میری بات غلط ثابت ہو تو جو سزا آپ ہمیں دیں۔ اتنے بڑے ہاؤس کے سامنے یہی ہم کہتے ہیں وزیر اعظم کو بھی اور ان کو بھی کہ اپنی پارلیمنٹ کو discredit نہ کریں۔ پانچ دن پہلے اگر میری بات سنی ہوتی تو آج مجھے، شکیل اعوان کو اور دوسرے ایم این ایز کو سڑکوں پر نہیں بیٹھنا پڑتا اور یہی مسلہ اس ہاؤس میں حل ہوتا۔ 102 سی این جی کا مسئلہ ہے شاہ صاحب 550 سی این جی پر لے گئے ہیں۔ اسلام آباد ہائی کورٹ کا فیصلہ ہے لاہور ہائی کورٹ کا فیصلہ نہیں ہے۔ کیا ہو گیا ہے ہمیں وکیل کی ضرورت نہیں ہے ہم سیاسی کارکن ہیں۔ سیاسی کارکن وکیل بھی ہوتا ہے ڈاکٹر بھی ہوتا ہے انجینیئر بھی ہوتا ہے سارا کچھ ہوتا ہے اور اس کو آپ بے وقوف بناتے ہیں صرف فلور کے اوپر کہ جاؤ بچہ لالی پاپ لو اور گھر جا کر سو جاؤ۔ ایسی بات نہ کریں ہمیں ہارا حق دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : خورشید شاہ صاحب۔ دستی صاحب اگر آپ تشریف رکھ لیں۔

سید خورشید احمد شاہ : لیڈر آف دا اپوزیشن منسٹر پٹر ولیم بھی رہ چکے ہیں۔ پنڈی اسلام آباد کا فلو ایک ہے اس میں کوئی change نہیں لگے ہوئے ایک ہی فلو ہے۔ جو اس کا فلو جائے گا 267 تو وہ ایک ہی جائے گا۔ اس لیے اسلام آباد کا سٹے اس وجہ سے پنڈی کے ساتھ ہو جاتا ہے کہ ایک ہی فلو ہے اس کا۔ ٹیکنکل یہ بات ہے۔ میں تو آفر کر رہا ہوں اپنے ثابت وزیر پٹر ولیم کو وہ ہم سب سے زیادہ جانتے ہیں کہ یہ فلو ایک ہے یا الگ الگ ہے یا اس میں valve لگا ہوا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر : مخدوم جاوید ہاشمی۔

مخدوم محمد جاوید ہاشمی : میں اس بات پر پھر معذرت چاہتا ہوں لیکن میں نے اس ہاؤس میں ایک تحریک استحقاق پیش نہیں کی تھی لیکن میرے متعلقہ تھی۔ اتفاق سے آج وزیر اعظم صاحب بیٹھے ہوئے ہیں اور اس کا ان سے زیادہ بہتر، وزیر اعظم صاحب۔

جناب قائم مقام سپیکر : ممبر سے درخواست ہے کہ آپ پرائم منسٹر چیمبر میں یہ بزنس کرالیں۔ پرائم منسٹر صاحب ملتے بھی ہیں ممبر ز سے لیکن اس کے بعد بھی آپ پارلیمنٹ میں بھی نہیں چھوڑتے۔

مخدوم محمد جاوید ہاشمی : وزیر اعظم صاحب اگر توجہ نیہں دیتے تو مجھے ضرورت نہیں ہے۔ لیکن ان کو سننا چاہیے وہ آپ سے متعلقہ ہے ۔ میں یہاں پر اس لیے کھڑا ہو رہا ہوں کہ ایک تیس ہزار پاؤنڈ جو دیتے ہی وزیر اعظم ہیں اگر انہوں نے دیے ہوں تو وہ انہوں نے میرے کھاتے کیوں ڈالے ۔ میں نے سیاستدان اور سیاسی ورکروں کے بھرم کی ساری زندگی پاسداری کی ہے ۔ میں وزیر تھا میں سیاسی طور پر نہیں کہ رہا۔ انہوں نے کہا کہ شوگر مل لگالو۔ ضیاء الحق کے دور میں مجھے سیٹھ داؤد کو آڈر ہوا اور انہوں نے کہا کہ شوگر مل لگالو میں نے کہا کہ میں سیاستدان ہوں میں کاروباری نہیں ہوں۔ اور آج بھی اگر بھٹو صاحب نے مجھے کہا تھا کہ تم 23 سال کی عمر میں میرے سیاسی مشیر بنو۔ یہ ساری چیزیں چھپ چکی ہیں لیکن میں نے اپنے آپ کو سیاسی ورکر اور سیاستدان رکھا۔ اور اب یہ تیس ہزار پاؤنڈ۔ یہ لوگوں کی entitlement ہوتی ہے۔ میں مشاہد اللہ کو ملا ہوں ہمارے وہ ساتھی ہیں اور اس کے لیے تیس لاکھ روپے دیے لیکن ان کا علاج ساٹھ لاکھ روپے میں ہوا۔ میں دوسری دفعہ بھی ان کے پاس گیا۔ اس کے علاوہ میں کبھی گیا بھی نہیں ہوں کسی کام کے لیے ۔ یہاں پر ہمارے بہت سارے لوگوں نے گیس لی ہے وزیر اعظم صاحب سے اپنے اپنے حلقوں کے اندر۔ چالیس چالیس لاکھ کی گیس لی ہے بیس

لاکھ کی گیس لی ہے۔ میں نے کبھی اپنے حلقے کے لیے کوئی گیس نہیں لی ہے۔ کوئی کام بلکہ انہوں نے بھی نہیں کیا اور میں نے بھی نہیں مانگا میں جاکر ان سے کام نہیں لے سکتا تھا۔ انہوں نے مجھے چیمبر میں کہا، میں گیا تھا مشاہد اللہ کے لئے، تو انہوں نے کہا کہ یہ فوٹو اتارنا چاہتے ہیں ان کی خواہش ہے، تو میں نے کہا کہ جی اتارلیں۔ میں اگر ساری زندگی اگر ایک دفعہ بھی گیا ہوں تو میں نے نہ اپنے لئے کچھ کہا نہ کبھی انہوں نے کہا۔ یہ میرے گھر بھی گئے ہیں۔ ان کی مہربانی ہے میں ان کا شکر گزار ہوں، انہوں نے کہا کہ میں آپ کے علاج کے لئے، جیسے تمام ممبران کے لئے ہوتا ہے، میں maximum ساتھ کام کرنے کے لئے تیار ہوں لیکن مجھے ضرورت نہیں تھی۔ مجھے ایک پیسے کی بھی ضرورت نہیں تھی۔ اگرچہ میرا استحقاق تھا۔ Entitlement تھی، لے سکتا تھا۔ مشاہد اللہ کے لئے میں گیا تھا۔ کیونکہ نہ اس کا گھر ہے نہ کچھ اور۔ کرائے کے گھر میں رہتا ہے اور اس کا استحقاق بنتا ہے۔ تو میں ان کے پاس گیا صرف مشاہد اللہ کے لئے، لیکن جناب والا، وزیراعظم صاحب میرا کیا گناہ ہے آپ نے وہ تیس ہزار پاؤنڈ میرے کھاتے میں کیوں ڈالے ہوئے ہیں۔ مجھے وجہ تو بتائیں۔ یہ تحریک استحقاق کا مسئلہ نہیں ہے۔ آپ اور میں ایک جگہ کے رہنے والے ہیں۔ آپ کے اور میرے تعلقات بہت اچھے ہیں۔ ہم نے اکٹھے رہنا ہے۔ تو میں اس کا جواب چاہتا ہوں کہ کب آپ نے مجھے تیس ہزار پاؤنڈ دیے۔ خدا کے لئے اگر نہیں دیے تو معافی مانگیں۔ نہیں مانگیں گے تو میں ملتان میں معافی منگواؤں گا۔ کیسے نہیں مانگیں گے۔ ایک وہ شخص جو ساری زندگی لگا کر کھڑا ہوا ہے۔ جس وقت بیماری ہوتی ہے تو آدمی موت کے منہ میں ہوتا ہے لیکن پھر بھی میں نے کہا کہ مجھے پیسے نہیں چاہیے۔ میرے اتنے وسائل ہیں، دوست بھی ہیں، لیکن نہ میں نے اپنی پارٹی سے کچھ لیا نہ یہاں سے لیا تو یہ تیس ہزار پاؤنڈ جو میرے کھاتے میں لکھ کر بھیجے گئے ہیں کیا جناب کے نوٹس میں ہے؟ آپ کے علم میں ہے۔ میری سیاسی زندگی میں مجھے تین دفعہ شوگر ملز کی آفر ہوئیں۔ اس دور کے چیف ایگزیکٹیو نے مجھے کہا تو میں نے ان کو کہا کہ بھئی میں کیوں شوگر مل لگاؤں۔ میں نے تو سیاست کی ہے اور سیاست کا کام کیا ہے۔ اب آپ اس کو proportion کہیں، سوچ کہیں، فکر کہیں اس کے اندر کوئی بزنس نہیں آتا۔ اس کے اندر کوئی چیز آ ہی نہیں سکتی تو آج تک میں نے ایک چیز لی ہی نہیں ہے۔ جناب وزیراعظم صرف یہ کھڑے ہو کر بتا دیجئے کہ میں نے وہ تیس ہزار پاؤنڈ کہا لیے۔ آپ نے دیے تو کیوں دیے۔ کچھ فرمائیں تاکہ میں اس کا جواب دے سکوں۔ اگر میں نے لیے ہیں تو میں واپس لوٹاؤں گا۔ میں اس entitlement کو نہیں مانتا۔ یہ میرا استحقاق ہے لیکن میں اس کو مانتا ہی نہیں ہوں، میں کہتا ہوں کہ اس ملک کے غریبوں کا پیسہ ہمارے بیرون ملک علاج پر کیوں خرچ ہو۔ میں نے زندگی بھر یہ عہد کیا ہوا ہے اور یہ سوچا ہے کہ جو public exchequer کا جو غریب آدمی کا پیسہ یہاں آتا ہے۔ یہاں موچی، جوتے گانٹھنے والے کے پیسے آتے ہیں۔ کھوکھے والے، چائے بیچنے والے کے ٹیکس سے ہم یہاں بیٹھ کر ملک چلاتے ہیں، اور جو اس سے حصہ لیتے ہیں وہ ان کا خون چوستے ہیں، پیسہ ان غریبوں کا ہے۔ اس وجہ سے اس استحقاق کو اس entitlement کو کبھی میں نے قبول نہیں کیا۔ خدا کے لئے مجھے بتائیں کہ اگر میں نے پیسے لیے ہیں تو میں واپس کردوں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی آنریبل پرائم منسٹر۔

سید یوسف رضا گیلانی (وزیراعظم پاکستان): جناب سپیکر سب سے پہلے لیڈر آف دی اپوزیشن نے اپنے پوائنٹ آف آرڈر پر گیس کا بہت ہی important issue اٹھایا ہے۔ اور وہ burning issue ہے۔ اور وہ responsibility ہے گورنمنٹ کی کہ اس کا صحیح جواب دے۔ naturally ابھی بھی مجھے وہ مطمئن نہیں لگتے Leader of the Opposition تو بہتر ہوگا کہ اگر وہ ایڈجرنمنٹ موشن لائیں تو I will depute the Minister کہ وہ آکر پورے ہاؤس کو بریفنگ دے تاکہ کوئی بھی ambiguity باقی نہ رہے۔ دوسرا آج لیڈر آف دی اپوزیشن نے، میں نے اپنے residence سے ان کی speech سنی تو despite our lot

of misunderstandings اور اختلاف رائے مگر انہوں نے جو آج جمہوریت کے بارے میں statement دیا ہے اور ساتھ ہی ان کی پارٹی کے قائد نے بھی کراچی میں بیان دیا ہے میں اس کو appreciate کرتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ اس ملک میں اگر کوئی نظام ہوگا تو وہ صرف پارلیمانی نظام ہوگا۔ آئین کے مطابق ہوگا۔ صرف جمہوریت ہی ہوگی اور اس کے لئے اس سے کوئی سروکار نہیں ہے کہ کونسی حکومت ہوگی۔ جب democracy نہیں ہوتی تو پھر ساری قوم اکٹھی ہوکر democracy کے لئے struggle کرتی ہے اور جب ہوجاتی ہے تو ہم اس کو سمجھتے ہیں کہ We take it for granted. It is not like this. اس پر بہت سی sacrifices ہیں، اس میں بہت سے کارکنوں کا خون ہے، بہت سے لیڈروں کی قربانیاں ہیں اور اس کے لئے تمام پولیٹیکل پارٹیز نے، پولیٹیکل ورکرز نے قربانیاں دی ہیں اور اسے protect کرنا ہم سب کی ذمہ داری ہے۔ میں بھی ہاؤس کو assure کرتا ہوں کہ اس ملک میں نہ کبھی کوئی مارشل لاء لگے گا اور نہ کوئی undemocratic act ہوگا اور نہ کوئی caretaker ہونگے نہ کوئی technocrat government ہوگی کیونکہ نہ اس کو میڈیا مانتا ہے، نہ سول سوسائٹی مانتی ہے، نہ دنیا مانتی ہے اور نہ کوئی پولیٹیکل پارٹی مانتی ہے۔ تو ہمیں اس کے لئے یہ ضرور سوچنا چاہیے کہ ہم اس قسم کا کوئی موقع فراہم نہ کریں کہ خدانخواستہ اس ملک کی جمہوریت derail ہو۔ مخدوم جاوید ہاشمی صاحب He is a very honourable Member. He is not the Member for the first time. ابھی ہم پریکٹیکل سیاست میں نہیں آئے تھے تو he was in politics اور ان کی بہت بڑی struggle ہے۔ اور انہوں نے اپنی پارٹی کے لئے بھی اور جیلوں میں رہ کر بہت قربانیاں دی ہیں اور میں بھی جیلوں میں ان کا ہمسفر رہا ہوں، تو میں ان کا معترف ہوں، مگر آپ کے question hour میں کسی قسم کی، ابھی مجھے چیف وہپ آف دی پارٹی کہہ رہے تھے کہ یہاں کوئی ایسی بات ہوئی ہے جو آپ کے questionnaire میں ہوئی ہے جو غلط ہے۔ اور اگر یہ جواب غلط دیا گیا ہے تو اس کی میں انکوائری بھی کراؤں گا اور اس کی معذرت بھی کرتا ہوں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی اسفند یار ولی صاحب۔

جناب اسفند یار ولی: میں کائرہ صاحب سے کہوں گا کہ کافی بات ہوگئی ہے، میں آپ کی وساطت سے کائرہ صاحب سے request کروں گا کہ Let bygones be bygones. ایک message ہم نے یہاں سے دینا ہے۔ یہاں ہر ایک اٹھ کر کہتا ہے کہ ایک صحیح message جانا چاہیے۔ تو اگر صحیح message جانا چاہیے تو خیر ہے اگر کسی ساتھی نے دو لفظ زیادہ بھی کہہ دیے تو میں request کروں گا کائرہ صاحب آپ سے کہ Please cool down and do not react.۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی قمر زمان کائرہ صاحب۔

جناب قمر زمان کائرہ: جناب سپیکر میں اپنے سینیئرز کے احترام میں جو بات انہوں نے کہی ہے اور اس ماحول کو بہتر رکھنے کے لئے میں اپنے استحقاق کو چھوڑتا ہوں اور بات نہیں کرتا۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی زاہد حامد صاحب۔

جناب زاہد حامد: شکریہ جناب سپیکر۔ کیونکہ آنریبل منسٹر صاحب نے میرا نام لے کر کہا کہ جو گیس کے سٹے آرڈر سے متعلق بات چھیڑی گئی تھی، میں اس کے بارے میں اپنی view بتاؤں۔ تو میں نے تو خیر سٹے آرڈر پڑھا نہیں ہے۔ لیکن ایک بات واضح ہے کہ اسلام آباد ہائی کورٹ کا جو سٹے آرڈر ہے اس کا اطلاق اسلام آباد کیپیٹل ٹیرٹری تک ہی ہوگا۔ اور جو سی این جی سٹیشنز کے بارے میں سٹے آرڈر ہے تو ظاہر ہے سٹے آرڈرز اسلام آباد کے سی این جی سٹیشنز کے بارے میں ہوگا۔ منسٹر صاحب نے پھر اس کے بعد میرے خیال

میں clarify کر دیا ہے کہ چونکہ اسلام آباد سی این جی سٹیشنز کا ایک ہی سسٹم ہے جو گیس سپلائی ہوتی ہے راولپنڈی کے لئے، اس لئے شاید اسلام آباد کے سی این جی سٹیشنز کے سٹے آرڈر کی وجہ سے راولپنڈی میں بھی اثر ہو رہا ہے۔ لیکن لیگل پوائنٹ تو یہی ہے کہ jurisdiction جو ہے اسلام آباد ہائی کورٹ کی وہ ظاہر ہے اسلام آباد کیپیٹل ٹیرٹری تک ہی رہتی ہے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ جی۔ جی ریاض پیرزادہ صاحب۔

میاں ریاض حسین پیرزادہ: شکریہ جناب سپیکر! ہمارے ایک honourable MNA اعجاز ورک صاحب نے میرے محکمے کے بارے میں ایک point of order پہ National Education Foundation کے بارے میں بات کی تھی۔ تو وہ clarify کرنے کے لئے کہ ہم نے تمام تنخواہیں release کر دی ہیں اور چونکہ NEF کا چیئرمین میں بن گیا ہوں اور پہلے سپریم کورٹ میں یہ کیس تھا NCHD اور National Education Foundation کا، تو جیسے ہی بورڈ کی پہلی میٹنگ ہوئی اسی دن ہماری میٹنگ ہو رہی تھی جب یہ انہوں نے point of order اٹھایا تھا۔ تو میں وہ clarify کرنا چاہتا تھا کہ تمام تنخواہیں تمام اساتذہ کو مل گئی ہیں اور اگر کوئی مسئلہ ایسا ہے تو وہ ہماری منسٹری سے رابطہ کر کے MNA صاحبان اپنے حلقے سے جو بھی مسئلہ ہو اب ہم اس کو فوری طور پر حل کر دیں گے۔ بڑی مہربانی جناب۔

Mr. Acting Speaker: Item No.3, calling attention notice. Raja Muhammad Asad Khan to move item No.3, calling attention of the Minister for Petroleum and Natural Resources, not present. Malik Shakir Bashir Awan Sahib, not present. Ms. Nighat Parveen Mir Sahiba, not present. Mr. Abdul Majeed Khan Khanan Khail, he is also not present. Ms. Nisar Tanveer Sahiba

ایک ہی نثار تنویر صاحبہ ہیں جی۔

CALLING ATTENTION NOTICE REG: RECENT INCREASE IN THE PRICES OF DIESEL, PETROL AND KEROSENE OIL

Ms. Nisar Tanveer: Thank you Mr. Speaker! To invite attention of the Minister for Petroleum and Natural Resources to a matter of urgent public importance regarding recent increase in the prices of diesel, petrol and kerosene oil, causing grave concern amongst the public.

Mr. Acting Speaker: Parliamentary Secretary for Petroleum and Natural Resources, Tariq Khattak Sahib to make a brief statement.

انجینئر محمد طارق خٹک: جناب سپیکر! میں فاضل ممبرز کے اس call attention کے بارے میں عرض کروں گا کہ ہماری production جو ہے تین پرسنٹ indigenous ہے اور 85% ہم import کرتے ہیں۔ تو ضروری ہے کہ ہمارا زیادہ تر انحصار international market پر ہے تو ہماری international market جو کہ Arab, Gulf کے ساتھ منسلک ہے۔ تو اس میں crude oil اور petroleum products کو جو ہم ادھر سے import کرتے ہیں تو international market میں

fluctuation کی وجہ سے یہ قیمتیں ان کی جب بڑھتی ہیں تو ہم بھی بڑھادیتے ہیں اور جب وہ کم ہوتی ہیں تو ہم بھی کم کر دیتے ہیں اور ساتھ petroleum levy اور جو بجٹ اس اسمبلی نے پاس کیا ہے تو اس وہ targeted figure ہوتی ہے جو کہ اس سال ایک سو بیس ارب روپے ہے۔ لیکن پھر بھی مارکیٹ میں ہمیں پڑ جاتا ہے دس روپے ڈیزل کی تو اس کو ہم آٹھ روپے میں بیچ رہے ہیں جس طرح پٹرول کی بھی اسی طرح ہے تو وہ بھی ہم کم charge کرتے ہیں۔ تو ہم کوشش کرتے ہیں کہ عوام پر کم سے کم بوجھ پڑے پٹرولیم کی مد میں اور تمام قیمتوں کی مد میں، لیکن انٹرنیشنل جو مارکیٹ ہے اس میں fluctuation اتنی آ گئی ہے کہ ہمیں مجبوراً اس کی cost بڑھانی پڑی۔ Thank you very much.

Mr. Acting Speaker: Mrs. Nisar Tanveer Sahiba to ask one question.

محترمہ نثار تنویر: میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ یکم نومبر اور یکم دسمبر 2011 میں عالمی مارکیٹ میں تیل کی قیمتیں کیا تھیں۔ آپ کو پتہ ہے کہ جب آپ تیل کی قیمتوں اضافہ کرتے ہیں تو یہ ایک بنیادی وجہ بن جاتی ہے۔ ہر چیز میں میں اس کی وجہ سے مہنگائی ہو جاتی ہے۔ میں آپ سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ کب آپ نے تیل کی قیمتیں کم کی ہیں۔ ہر مہینے تو آپ تیل کی قیمتیں بڑھا رہے ہوتے ہیں اور جو تیل کی قیمتیں ہوتی ہیں وہ جو بڑھتی کس طرح ہیں وہ دس دس پندرہ پندرہ روپے کے حساب سے تو آپ بڑھاتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ پوچھ رہے کہ کب قیمتیں کم ہوتی ہیں۔

انجینئر محمد طارق خٹک: جناب سپیکر! پچھلے مہینے ہم نے prices کم کی تھیں۔ پھر دوسرے مہینے میں international market میں چونکہ price hike ہو گئی تو اسی وجہ سے ہمیں price دوبارہ revise کرنی پڑی اور اس مارکیٹ کے مطابق ہم نے یہ rate fix کیا ہوا ہے۔ جو کہ OGRA کرتی ہے اور گورنمنٹ کے parameters کے مطابق OGRA اس کا rate fix کرتی ہے۔ شکریہ۔

Mr. Acting Speaker: Item No.4. Mr. A. Rehman Malik, Minister for Interior to move item No.4, not present. Item No.5. Dewan Ashiq Hussain Bokhari, Chairman of the Standing Committee on Cabinet Secretariat to move item No.5. Malik Sahib is not present.

Item No.7, Mr. Mustafa Nawaz Khokhar, Advisor to the Prime Minister اور یہ بھی نہیں ہیں on Human Rights to move item No.7. اچھا یہ deferment کی ان کی request آئی تھی تو میں نے defer کی ہوئی ہے۔ Item No.9, calling attention notice, Mr. Murtaza Javed Abbasi to move item No.9, calling attention of the Minister for Finance, Revenue, Economic Affairs, Statistics and Planning and Development. ایک سیکنڈ جی۔ اس کا جواب فنانس سے کون دے گا۔ آپ دے رہے ہیں۔

CALLING ATTENTION NOTICE REG: NON-WRITING-OFF AGRICULTURAL LOANS OF EARTHQUAKE AFFECTEES OF GALYAT BY THE NATIONAL BANK

جناب مرتضیٰ جاوید عباسی: شکریہ جناب سپیکر۔ میں وزیر خزانہ، ریونیو، اقتصادی امور، شماریات اور منصوبہ بندی وترقی کی توجہ عوام میں گہری تشویش کا باعث بننے والے فوری عوامی اہمیت کے معاملے کی جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں جو نیشنل بینک کی جانب سے گلیات اور ایبٹ آباد میں زلزلہ سے متاثرین کے زرعی قرضہ جات معاف نہ کئے جانے سے متعلق ہے۔

Mr. Acting Speaker: Makhdoom Shahabuddin Sahib is going to respond to this, to make a brief statement.

مخدوم شہاب الدین: سر گزارش میں دو جملوں میں عرض کر دوں گا کہ یہ رقم بہت جلدی Finance Division سے release ہو جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: عباسی صاحب اگر آپ اس پر کوئی سوال کرنا چاہیں۔ مجھے پتہ ہے کہ پہلے بھی آپ نے کئی دفعہ اس کو point out کیا ہے۔ تو منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ بہت جلدی Finance Ministry release کر دے گی۔

جناب مرتضیٰ جاوید عباسی: آٹھ دسمبر سے ERRA Council سے approval ہوئی ہے۔ اس کے بعد Cabinet Division نے بھی approval دی ہے۔ ERRA نے اسے روک کے رکھا ہوا ہے۔ تین سالوں سے غریب لوگ بینکوں والوں نے ان کے خلاف warrants بھی نکلوائے ہیں۔ یہاں ایک دفعہ شوکت ترین صاحب نے اور دو دفعہ حنا ربانی کھر صاحبہ نے اس فلور پر کھڑے ہو کر رہا ہے کہ ہم ایک ماہ کے اندر کریں گے۔ ہمیں منسٹر صاحب اس کی assurance دیں اور آج سے چھ دن پہلے ان تمام جو قرض خواہ تھے ان کو warrant issue ہوئے ہیں۔ میں نے پرائم منسٹر صاحب کو بھی درخواست دی لیکن ابھی تک اس پر عمل نہیں ہو سکا تین سالوں میں، تو اب منسٹر صاحب اس پر assurance دیں تو ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: مخدوم شہاب الدین صاحب۔

مخدوم شہاب الدین: سر میں مکمل assurance دے رہا ہوں کہ پہلے جنہوں نے بھی assurance دی میں اس کا جواب دہ تو نہیں ہو سکتا۔

Mr. Acting Speaker: But they were part of the government.

Makhdoom Shahabuddin: Yes. They, certainly they were. But I had it confirmed and that’s why I am saying. I had a word with the relevant person. I said, if you are going to do it only then I am going to give assurance on this.

تو آپ تسلی کریں حضور۔

Mr. Acting Speaker: Dr. Araish Kumar Sahib to ask one question, not present. Sardar Muhammad Mushtaq Khan to ask one question, not present. Malik Shakeel Ahmed Awan Sahib to ask one question.

ملک شکیل احمد اعوان: شکریہ جناب سپیکر۔ کیونکہ ایک جواب آ چکا ہے اور اس پر تھوڑی سی وضاحت چاہوں گا کہ یہ ڈسٹرکٹ ایبٹ آباد کی بات ہے اور ڈسٹرکٹ ایبٹ آباد کی آپ نے بھی assurance دی میں اس کو قبول کرتا ہوں۔ آپ سب جانتے ہیں کہ وہاں کے زلزلہ متاثرین جو غریب ترین لوگ ہیں اور اس سے پہلے جو حکومت تھی صدر مملکت نے ان سے وعدہ بھی کیا تھا کہ پچاس ہزار سے کم

جن کے قرضہ جات ہوں گے انہیں معاف کئے جائیں گے کیونکہ کاروباری لوگوں کو معاف ہوگئے ہیں۔ میں صرف اتنا پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ جو assurance دے رہے ہیں وہ ڈسٹرکٹ ایبٹ آباد کی سطح پر دے رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: مخدوم شہاب الدین صاحب, I think جو calling attention ہے اس سے related یہ سوال ہے۔

مخدوم شہاب الدین: سر میں وہ نہیں کر رہا ہوں بلکہ میں گلیات کے بارے میں کہہ رہا ہوں۔ کیونکہ MNA صاحب نے جو خط لکھا تھا وہ بھی گلیات کے متعلق ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکیل صاحب ایک منٹ no cross talk۔ چونکہ calling attention گلیات کا ہے and he is not the concerned Minister. تو انہوں نے اسی سلسلے میں briefing لی ہے۔ اگر آپ کو اور زیادہ چاہیئے تو آپ منسٹر صاحب سے مل لیں He will check with the Finance Ministry and he will let you....

مخدوم شہاب الدین: سر مجھ سے رابطہ کر لیں میں ابھی بتا دیتا ہوں۔ ابھی تشریف لے آئیں میرے چیمبر میں میں ابھی عرض کر دیتا ہوں۔

Mr. Acting Speaker: Thank you. The House is adjourned to meet again on Tuesday, the 20th December, 2011 at 10.00 A.M.

[The House was adjourned to meet again on Tuesday, the 20th December, 2011 at 10.00 A.M.]